REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۰ — شمارہ ۴۷

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

قائم مقام ایڈیٹر:- محمد کریم الدین شاہد

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ ، محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۱۴ جمادی الاوّل ۱۴۱۲ ہجری ۔ ۲۱ نبوت ۱۳۷۰ ہش ۔ ۲۱ نومبر ۱۹۹۱ء

Manager, THE BADR WEEKLY, QADIAN-143516.

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احبابِ کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازئ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ٭

منقولات

حضرت امام جماعت احمدیہ کے متعلق ایک انگریز غیر مسلم کی کتاب

A MAN OF GOD

یہ کتاب نہایت عمدہ اور صداقت پر مبنی ہے جو احمدیہ مسلم مشن حیدرآباد دکن میں موجود ہے جس کا سرسری مطالعہ کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کرنے پر مجبور ہوا ہوں۔ باوجود اس کے کہ مصنف اسلام سے تعلق نہیں رکھتا۔ جس طرح راقم کا تعلق احمدیہ جماعت سے نہیں ہے۔ لیکن مصنف کتاب ہذا کی طرح بحیثیت جرنلسٹ حقائق کو چھپانے کا بھی قائل نہیں۔ اس کتاب میں حضرت امام صاحب کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور بعض نہایت پُرکشش فوٹوز بھی دیئے گئے (ہیں جنہیں) کتاب پڑھنے سے پہلے ہر قاری دیکھنے پر مجبور ہوتا ہے جو حضرت امام صاحب کی زندگی کے مختلف عنوانات و باب کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اس میں وہ ایمان افروز واقعہ بھی درج ہے کہ کس طرح جنرل ضیاء الحق کے ظلموں سے تنگ آکر آپ نے پاکستان کو خیرباد کہا۔ اور میرا خیال ہے کہ آپ کے پاکستان سے نکل جانے سے پاکستان کی سرزمین ظلموں گناہوں کی آماجگاہ بن گئی۔ جس کا تصور پہلے دیکھنے میں نہیں ملتا۔ اور یہ بھی پاکیزہ لوگوں کے چلے جانے سے برکتیں بھی ان کے ساتھ کوچ کر جاتی ہیں۔

تو میں ذکر کر رہا تھا کہ اس کتاب میں آپ کو گورنمنٹ نے روکنے کی کوشش کی اور مکمل منصوبہ بنایا۔ اور خاص طور پر K.L.M. کے اس طیارے کو جس سے آپ نے لندن جانا تھا، روکے رکھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی اور دشمن کے سب پلان ناکام ہو گئے۔ اور آپ کے نام اس پاسپورٹ کا زیراکس بھی اس کتاب میں شائع کیا گیا ہے جس سے مولویوں کی پھیلائی ہوئی غلط بیانی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ دوسرے نام سے باہر گئے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اس کتاب سے حضرت امام مرزا طاہر احمد صاحب کی شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اور جنرل ضیاء الحق جو آپ کے مقابل پر اترا اس کے انجام اور ہلاکت کا بھی اس غیر مسلم مصنف نے ذکر کیا ہے۔ جماعتِ احمدیہ کے امام صاحب اس مرتبہ دسمبر سنہ ۱۹۹۱ء 26 - 27 - 28 کے جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کرنے کی توقع ہے۔ اور 124 ممالک سے مندوبین اس جلسہ میں شرکت کے لئے آرہے ہیں۔ اور یہی وہ مقام قادیان ہے جہاں حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے امام مہدی کا دعویٰ کیا۔ اور آپ کی آواز کو دبانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ لیکن آج یہ آواز ۱۲۴ ممالک میں پھیل چکی ہے۔ آخر ایسا کیوں؟ اس کے پیچھے خدا کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ تحریک ایک مضبوط قلعہ بن چکی ہے۔ اس کا کروڑوں کا سالانہ بجٹ ہے۔ اور مسلمانوں میں نہایت قابل ترین شخصیتیں اس جماعت میں داخل ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اور احمدی مبلغین اسٹیجوں پر یہ اعلان واشگاف الفاظ میں کر رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی جماعت ہر صورت میں نامساعد حالات کا سامنا کرتے ہوئے ساری دنیا پر چھا جائے گی۔ اور اس کتاب میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی سوانح کے بے مثال متاثر کن واقعات کا بھی تذکرہ موجود ہے۔

(ہفتہ وار "آندھرا جنرل" حیدرآباد مجریہ ۷ نومبر سنہ ۱۹۹۱ء)

بدر آندھرا جنرل ہفتہ وار کے تبصرہ نگار نے جماعت احمدیہ کے ۱۲۴ ممالک میں پھیلنے کا ذکر کیا ہے جبکہ بفضلہ تعالیٰ جماعت احمدیہ عالمگیر اس وقت دنیا کے ۱۲۶ ممالک میں قائم ہو چکی ہے۔ جہاں منظم رنگ میں تبلیغِ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا جا رہا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

(قائمقام ایڈیٹر)

احمدیہ مشن دہلی میں فیکس مشین FAX کی تنصیب

دہلی ۱۲ نومبر ۱۹۹۱ء۔ الحمد للہ آج احمدیہ مشن دہلی (ایوان الہدیٰ) میں FAX مشین کی تنصیب عمل میں آگئی ہے۔ قبل ازیں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کی منظوری مرحمت فرما دی تھی۔ محترم ڈاکٹر عبد الباسط خان صاحب صوبائی امیر اڑیسہ و چیئرمین آرکیٹیکٹ و انجینئرز ایسوسی ایشن انڈیا نے اس مشین سے پہلا فیکس سیدنا حضور انور کی خدمتِ اقدس میں لندن ارسال کرکے اس کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر اجتماعی دعا کی گئی۔

اس فیکس کا نمبر دہلی مشن کا فون نمبر ہی ہے یعنی 6469055 دہلی کا کوڈ 011 ہے اور انڈیا کا 0091 جو کہ حسب ضرورت اس نمبر سے قبل لگانے ہوں گے۔ مشن کے دوسرے نمبر کے لئے STD لائن حاصل کرنے کی کوشش جاری ہے تاکہ ایک کنکشن فیکس کے لئے ہو جائے اور ایک فون کے طور پر استعمال ہو۔

اس سے قبل ہمارے بمبئی مشن میں بھی فیکس مشین لگ چکی ہے جس کا نمبر 3070445 ہے۔ بمبئی کا کوڈ 022 ہے

احباب جماعت کی خدمت میں بغرض اطلاع و دعا عرض ہے۔

خاکسار:- منیر احمد حافظ آبادی
رابطہ افسر دہلی

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۱ نبوت ۱۳۷۰ ہش

میڈرڈ (اسپین) امن کانفرنس!
اور
جماعت احمدیہ کا موقف

مورخہ یکم نومبر ۱۹۹۱ء کو میڈرڈ (اسپین) میں عرب ممالک اور اسرائیل کے مابین شرق اوسط میں قیام امن کے سلسلہ میں بات چیت کے دور کا آغاز ہوا۔ اس امن کانفرنس کے متعلق وہاں کے بعض اخبارات T.V. اور ریڈیو نے جماعت احمدیہ کا موقف جاننے کے لئے تین اہم سوالات کئے تھے جو محترم رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ لندن نے ادارہ بدر کو برائے تبصرہ ارسال کئے ہیں۔ وہ سوالات درج ذیل ہیں:۔

(۱)۔ امن کانفرنس کے متعلق جماعت احمدیہ کا موقف کیا ہے؟

(۲)۔ کانفرنس کی کامیابی یا ناکامی کی صورت میں جماعت احمدیہ کے خیال میں کس قسم کی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے؟

(۳)۔ عربوں کے مقبوضہ علاقہ جات کی واپسی کے سوال پر کیا اسرائیل رضامند ہوگا یا نہیں۔ اس سلسلہ میں کیا کرنا چاہیئے؟

سوالات کی ترتیب کے مطابق ذیل میں نمبر وار جماعت احمدیہ کے موقف کی وضاحت کی جا رہی ہے۔

(۱) جماعت احمدیہ کا نظریہ، یہ ہے کہ دنیا میں جو سب سے زیادہ امن پسند مذہب ہے وہ اسلام ہے۔ جو قرآن کریم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے سمجھ میں آتا ہے۔ اس میں TERRORISM، ظلم وفساد اور جبر سے مذہب تبدیل کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ (سورہ بقرہ: آیت ۲۵۷) دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہے۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ (سورہ کہف: ۳۰) جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کر دے۔ لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ (سورہ کافرون: ۷) تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین۔ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ اسْتَجَارَکَ فَاَجِرْہُ حَتّٰی یَسْمَعَ کَلَامَ اللّٰہِ ثُمَّ اَبْلِغْہُ مَاْمَنَہٗ (سورہ توبہ: ۶) اور مشرکوں میں سے اگر کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اس کو پناہ دے یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے پھر اس کو اس کے امن کی جگہ تک پہنچا دے۔

ایسی اور بے شمار آیات ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات ہیں اس لئے جماعت احمدیہ تو اس اسلام کی قائل ہے اور امن کی ہر سچی کوشش کو سراہتی ہے۔

اسلام امن کے قیام کے لئے ABSOLUTE JUSTICE (کامل انصاف) کو ضروری قرار دیتا ہے۔ کیونکہ دنیا میں کوئی امن قائم نہیں ہو سکتا جب تک سو فیصد انصاف پر مبنی نہ ہو۔ اس پہلو سے اس کانفرنس پر ہمیں پورا اطمینان نہیں۔ کیونکہ جہاں خالصۃً انصاف کے تقاضے زیر بحث آئیں وہاں سودا بازی کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اور جہاں سودا بازی ہو وہاں لازماً طاقتور کمزور کو مجبور کر سکتا ہے کہ اس کے حق کو غصب کرے۔ وہاں امن کے نام پر ایسی ناانصافی کے فیصلے بھی ہو سکتے ہیں جو وقتی امن تو دیں لیکن عملاً سوئے ہوئے آتش فشاں ثابت ہوں۔ بظاہر اس وقت مسلمان ممالک کے ہاتھ میں کوئی بھی طاقت کا کارڈ نہیں ہے۔ اسرائیل کے پاس سارے کارڈز ہیں۔ اس لئے سوائے اس کے کہ اللہ کی تقدیر کوئی اعجازی نشان دکھائے اس کانفرنس کے نتیجے میں سو فیصدی انصاف کا قیام ممکن نظر نہیں آتا۔ اور جو امن انصاف کی بنیادوں پر قائم نہ ہو وہ پائیدار نہیں ہو سکتا۔

جماعت احمدیہ کا موقف جس کا برملا اظہار متعدد بار کیا جا چکا ہے یہ ہے کہ اس معاملہ کو دو فریقی گفت وشنید کے ذریعہ حل کرنے کی بجائے یونائیٹڈ نیشنز کے سامنے پیش کرنا چاہیئے تھا۔ بلکہ اس سے بہتر ہوتا کہ عالمی عدالت انصاف کے سامنے پیش کیا جاتا۔ اور فریقین کو اس کے فیصلے کا پابند کیا جاتا۔ عالمی طاقت نے جس طرح عراق پر دباؤ ڈال کر کویت کو خالی کرایا تھا بلکہ ضرورت سے بہت بڑھ کر دباؤ ڈالا کہ جس کے نتیجے میں لاکھوں معصوم بچے لقمۂ اجل بن گئے اور بن رہے ہیں، اس حد تک دباؤ ڈالنا بھی انصاف کے تقاضوں کے منافی ہوگا۔ لیکن ہی اصول کے تابع ہیں سے اتحادیوں کو عراق پر دباؤ ڈالنے کا جواز ملا تھا اگر فریقین یونائیٹڈ نیشنز اور عالمی عدالت انصاف کے فیصلہ پر عملدرآمد نہ کریں تو اسی طرح تمام عالمی رائے عامہ اور طاقتوں کو مجتمع ہو کر پائیدار امن کے حصول کی خاطر خالصۃً انصاف پر مبنی فیصلوں کو نافذ کرانا چاہیئے۔

جہاں تک ان مسلمان طاقتوں کا تعلق ہے جو اس میں شریک ہیں خواہ وہ حکومت میں ہوں یا بے وطن فلسطینیوں کے نمائندہ گروہ ہوں، ہماری دعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں حکمت اور سمجھ کے ساتھ صرف اسی حد تک امن کے قیام کی خاطر سمجھوتہ کرنے کی توفیق دے جس حد تک مسلمانوں کے حقوق کی ضمانت میسر ہو۔

جہاں حقوق کی پامالی کا سوال پیدا ہو اور مسلمہ بین الاقوامی ضابطوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہو، وہاں محض فرضی امن کے نام پر دباؤ کے سامنے جھک کر سمجھوتہ کرنے کی نہ اسلام اجازت دیتا ہے اور نہ انسانیت کی اعلیٰ اقدار۔ پس ہماری دعا اور خواہش یہی ہے کہ امن کا سمجھوتہ ہو مگر اس شرط کے ساتھ کہ کلیۃً انصاف پر مبنی ہو اور دائمی ہو جو سارے خطے کے لئے بلا امتیاز مذہب وملت خوش آئند اور خوشحال مستقبل کی ضمانت دے۔

(۲) کانفرنس کی کامیابی کے متعلق پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اگر مبنی بر انصاف ہوگی تو لازماً یہ خطہ ایک نئی خوشحالی اور امن میں داخل ہوگا۔ اور یہ یہود اور مسلمانوں کے لئے بہتر ہے اور اس کے خوشکن اثرات دور دور تمام عالم پر مترتب ہوں گے۔ اگر یہ کانفرنس ناکام رہی تو فلسطینیوں کو اور ان سے ہمدردی رکھنے والے دیگر ملکوں کو ہمارا مشورہ یہی ہے کہ ہرگز TERRORISM اور فتنہ و فساد کی راہ اختیار کر کے اپنے حقوق منوانے کی اجازت نہ دیں۔ یہ ایسے ہتھیار ہیں جن کی نہ اسلام اجازت دیتا ہے نہ ان سے فلسطینیوں کے مقاصد کو فائدہ پہنچتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ اس سے ان کے مفادات اور مظلوموں کے مفادات کو شدید نقصانات پہنچتے رہے ہیں۔ اور لاکھوں معصوم فلسطینیوں کو اس کے نتیجے میں مزید مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اس لئے اگر یہ کانفرنس ناکام ہوتی ہے تو تمام مسلمان ممالک کو مل کر پُر امن جدوجہد کا ایک عالمی منصوبہ بنانا چاہیئے۔ اور مغربی ممالک کو پہلے سے بڑھ کر جدوجہد کرنی چاہیئے کہ اسرائیل کو ہر قسم کے سخت اقدام سے باز رکھیں۔ اور مقبوضہ علاقے خالی کرنے کے لئے اسرائیل پر مغربی اور عالمی برادری کا دباؤ بتدریج بڑھانا ضروری ہوگا۔ اگر مسلمان ممالک پُر امن طریق کار کی ضمانت دیں تو عالمی برادری کے ہاتھ یقیناً اس معاملہ میں زیادہ مضبوط ہوں گے۔ اور خود اسرائیل کی رائے عامہ کو رفتہ رفتہ اس بات پر آمادہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ جنگ کے ذریعہ ہتھیائے ہوئے علاقوں کو چھوڑ کر اس علاقے میں دائمی امن کے قیام میں ممد بنے۔ اور اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لے کہ اسرائیل کے وسیع اور دور رس مفاد میں یہی بہتر ہے کہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ صلح جوئی کے ساتھ دوطرفہ دوستانہ مراسم قائم کرے۔

(۳) جہاں تک اسرائیل کے رضامند ہونے کا تعلق ہے، یہ سوال ہی بتا رہا ہے کہ دو طرفہ گفت وشنید دراصل کھوکھلی بنیادوں پر قائم ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا عالمی برادری جنگ کے ذریعے ہتھیائے ہوئے علاقوں پر مستقل قبضہ کو تسلیم کرتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو مرضی کی بات بے تعلق ہے۔ گفت وشنید اس بات پر ہونی چاہیئے کہ مقبوضہ علاقے تو اسرائیل کو بہرحال چھوڑنے ہوں گے لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہوگی کہ TERRORISM کا خطرہ نہ رہے!؟

صرف یہ منصفانہ طریق ہے جس پر گفت وشنید ہونی چاہیئے۔ یہ نہیں تو پھر جو بھی ہو طاقت کی فتح ہوگی، انصاف اور امن کی نہیں ——!!

○

منظوری قائدین مجالس

مجالس خدام الاحمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سال ۹۲-۱۹۹۱ء کے لئے درج ذیل مجالس کے قائدین کی منظوری دی جاتی ہے:۔

(۱)۔ مجلس خدام الاحمدیہ	کاکاناڈ	مکرم	O.H. حبیب صاحب۔
(۲)۔ " " "	تیماپور	"	ثاقب احمد صاحب۔
(۳)۔ " " "	ارناکلم	"	B.B. احمد کبیر صاحب۔
(۴)۔ " " "	کوڈالی	"	E.V. عبدالمالک صاحب۔
(۵)۔ " " "	بھوبنیشور	"	سید ابراہیم احمد صاحب۔
(۶)۔ " " "	موسی بنی مائنز	"	شمشیر احمد صاحب۔
(۷)۔ " " "	جموں	"	یوسف صاحب نیاز

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

خطبہ جمعۃ المبارک

یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ نظامِ خلافت کے تابع ہر فتنے کو اُٹھنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جاتا ہے

تقویٰ کے نتیجہ میں عقل روشن ہوتی ہے اور تقویٰ کیساتھ فیصلہ کرنیوالا کبھی پارٹی بازی کا شکار نہیں ہو سکتا

مالی نظام کی حفاظت نہایت ضروری ہے آئندہ سینکڑوں سال کا اس کے ساتھ تعلق ہے

اپنے مرتبے اور مقام کو پہچانیں اور اُس مقام پر رہیں جس کی آپ سے توقع کی جاتی ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۳ ؍ تبوک (ستمبر) ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء بمقام بیت النور نن سپیٹ (ہالینڈ)

مکرم منیر احمد صاحب جاوید دفتر پی۔ ایس لندن کا قلمبند کردہ حضور انور کا یہ غیر مطبوعہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے (قائمقام ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

گذشتہ ۲ خطبات جمعہ میں میں نے بعض ایسی تکلیف دہ باتوں کا ذکر کیا تھا جو نظام جماعت کے عدم احترام سے پیدا ہوتی ہیں۔ تقویٰ کی کمی سے یا علم کی کمی کے نتیجہ میں یا عام عقل کی کمی کے نتیجہ میں چھوٹی چھوٹی باتیں فتنوں کا رنگ اختیار کر جاتی ہیں اور نظام جماعت کے لئے خطرہ بن جاتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ نظام خلافت کے تابع ہر ایسے فتنے کو اٹھنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جاتا ہے۔ ورنہ اگر نظام خلافت نہ ہوتا تو اب تک یہ جماعت خدا جانے کتنے ٹکڑوں میں بکھر چکی ہوتی۔ لیکن اصل حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ فتنے اٹھنے سے پہلے ہی ان کے احتمالات کو ختم کیا جائے۔ اسی غرض سے میں نے خطبات کا یہ سلسلہ شروع کیا تاکہ احباب جماعت کو خوب اچھی طرح علم ہو کہ کون کون سی غلطیاں کیا کیا بد نتائج پیدا کرتی ہیں اور وہ فتنے کو آغاز ہی میں دیکھ کر پہچان سکیں۔ جب مرض پہچانی جائے اور اس کا شعور پیدا ہو جائے تو اس پر قابو پانا کچھ مشکل نہیں ہوتا۔ آغاز ہی میں مرض کی شناخت ہونی ضروری ہے اور جن کو مرض کی شناخت نہ ہو مرض اکثر اوقات ان کے اختیار سے باہر نکل جاتی ہے۔

آج کے خطبہ میں بھی عام روزمرہ کی چند چھوٹی چھوٹی باتیں آپ کے سامنے رکھوں گا جن پر اگر توجہ نہ دی جائے تو اس کے بسا اوقات بہت خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔

عام طور پر مجلس عاملہ میں جو امیر کے تابع ہو یا صدر کے تابع ہو ماحول کی نگرانی اس رنگ میں نہیں کی جاتی کہ بدمزہ باتیں، بد خلقی کی باتیں برداشت کر لی جاتی ہیں حالانکہ وہی فتنوں کا آغاز ہے جس مجلس عاملہ میں باہمی محبت کا رنگ نہیں، اخوت کا رنگ نہیں، تقویٰ کیساتھ بات کرنے کی عادت نہیں وہ ایسی سرزمین ہے جہاں فتنے ہمیشہ پرورش پا سکتے ہیں۔ ان روزمرہ کی باتوں میں

ایک بات ایسی ہے جو سب سے زیادہ خطرناک ہے

وہ یہ کہ مجلس عاملہ کے بعض ممبران بسا اوقات ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور بعض دوسرے ممبران آپس میں ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں اس کا نام گروہ بندی نہیں ہے فطرتاً انسان بعض انسانوں کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ بعض انسانوں سے دور ہوتا ہے۔ مزاج کے بہت اختلافات ہیں اس لئے طبعاً چند آدمیوں کا ہم خیال ہونا یا ایک دوسرے سے تعلق میں بڑھتے چلے جانا کوئی قابل اعتراض بات نہیں لیکن مجلس عاملہ میں جب معاملات زیر بحث آتے ہیں اس وقت ہم خیال یا دوستوں کا ہمیشہ اس وجہ سے ایک دوسرے کی تائید کرنا کہ ہم ایک ہی قسم کے لوگ ہیں اور ایک ہی تعلق والا گروہ ہے یہ بہت ہی بڑا فتنہ ہے۔ یہ تقویٰ کے خلاف بات ہے اور بہت سے فتنے اسی لاعلمی اور حماقت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو ایک دوسرے کے تعلق والے ہیں ہمارا فرض ہے کہ ہم ایک دوسرے کی بات کی تائید کریں حالانکہ مجلس عاملہ ہو یا کوئی اور مشورے کی بات ہو خواہ کہیں ہو رہی ہو وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے ہر مشورہ دینے والے کو امین فرمایا ہے اور لفظ امین میں بہت بڑی حکمت کا راز پوشیدہ کر دیا۔ پوشیدہ تو اس لئے کہ بعض نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے ورنہ حقیقت میں تو لفظ امین میں بڑا کھلا کھلا پیغام ہے۔ جو بات نظروں سے پوشیدہ رہتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ امین خدا اور رسولؐ کی طرف سے مقرر کئے گئے ہیں۔ اونچی امانت کی نگہداشت کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہیں اور اگر کبھی مشورہ ہو تو مشورہ دینے والے کو ہمیشہ پہلے یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ میں خدا کی طرف سے امین مقرر ہوا ہوں اور سچائی کی امانت اس کے سپرد ہے عدل کی امانت اس کے سپرد ہے اس میں خیانت نہیں ہونی چاہیئے۔ پس خواہ کوئی کیسا ہی تعلق والا کیوں نہ ہو۔ کتنا ہی عزیز کیوں نہ ہو اگر صدق دل سے انسان یہ سمجھتا ہو کہ اس کی بات میں وزن نہیں ہے تو اس کی تائید کرنا امانت میں خیانت کرنا ہے بہت بڑا گناہ بن جاتا ہے اور یہ وہ گناہ ہے جس میں عام طور پر لوگ ملوث ہو جاتے ہیں۔ مختلف جماعتی خدمات ہیں مختلف قسم کی مجالس میں بیٹھنے کا موقعہ ملتا ہے اور میرا وسیع تجربہ ہے کہ اچھے بھلے نیک متقی لوگ اخلاص کیساتھ وقف کرنیوالے لیکن وہ بھی لاعلمی یا لاشعوری حالت میں ان باتوں میں ملوث ہونے لگ جاتے ہیں۔ بعض دفعہ ایک بات مشورے کے لئے آتی ہے تو وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جس میں ہلکا سا اشارہ بھی ہوتا ہے آپس میں باتیں کرتے یا کسی اور کے خلاف اس کی بے وقوفی پر ہنسی اڑاتے یا اس کے مشورے کے غلط ہونے کے متعلق اشاروں میں بتاتے ہیں کہ دیکھو جی! اس نے ایسی بات کر دی تھی پس وہ ہلکی سی ادا ایسی خطرناک ادا ہے جو ان کے ایمان کو کھا جاتی ہے ور کم سے کم اس موقعہ پر تو ان کے تقویٰ کو کھا جاتی ہے جب مشورہ ہو رہا ہو تو کچھ لوگ اپنی عقل کے مطابق بے وقوفی والی بات بھی کر سکتے ہیں لیکن جب دوسرے کچھ لوگ ان کی طرف حقارت سے دیکھیں اور یہ گویا کہ باتیں کریں کہ ہم جانتے ہیں کیا ہے۔ اس بے وقوف کو کیا پتہ یا اس نے ایسی ہی باتیں کرنی تھیں تو اسی وقت امانت ان کے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے اور یہ خائن کی حیثیت سے مجلس میں بیٹھے ہیں۔ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ مجلس میں جیسا کہ میں نے بیان کیا، مجلس عاملہ ہو یا کوئی اور مشورے کی مجلس ہو ہر ایک کو یہ حق ملنا چاہیئے کہ وہ تقویٰ کے ساتھ اپنی بات کرے اور کسی کو یہ حق نہیں ملنا چاہیئے کہ وہ اس کی بات کو تحقیر سے دیکھے۔ ہاں اختلاف کی نظر سے دیکھنا ہرگز گناہ نہیں ہے۔

اس سلسلہ میں ایک اور بات جو میرے دیکھنے میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ بعض دفعہ امیر کی اطاعت اور امیر کے ادب کا یہ غلط مطلب سمجھا جاتا ہے کہ امیر کی ہر بات کی ضرور تائید کرنی ہے۔ اس کے نتیجہ میں بھی بعض دفعہ اختلافات پیدا ہوتے ہیں اور گروہ بندی ہو جاتی ہے چونکہ مجھے بہت سے ایسے معاملات میں تفصیل سے جائزہ لینا پڑتا ہے اس لئے جو باتیں میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں یہ حقائق پر مبنی باتیں ہیں کوئی خیالی باتیں نہیں۔ ایک ایسی مجلس عاملہ میرے علم میں ہے جس میں کچھ ممبران نے یہ پیشہ بنایا ہوا تھا کہ امیر کی ہر بات کی تائید کریں اور اس رنگ میں کریں کہ گویا یہی امیر کے دوست ہیں اور باقی دشمن ہیں۔ اس میں دو قسم کے خطرات ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان کی نیتیں صاف نہیں

ہوں تو امیر یہ سمجھنے لگے گا کہ یہی میرے دوست ہیں اور باقی میرے دشمن ہیں اور دوسرا ان کی نیتوں کے فتور کا خطرہ بھی ہے۔ بعض لوگ اس طرزِ عمل سے امیر کو اپنے ہاتھوں میں ڈالنا چاہتے ہیں اور اگر سادہ لوح امیر ہو تو وہ ضرور ان کے ہاتھوں میں کھیلنے لگ جاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں بہت بڑا فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہ بات دوسرا گروہ کرتا ہے ان کے دل میں رفتہ رفتہ یہ احساس پیدا ہونے لگ جاتا ہے کہ یہاں پارٹی ہے اور گویا امیر ایک پارٹی کا خود نگران ہے۔ ایک پارٹی کے سپرد (امیر ہوتے ہیں جیسا کہ) والے خطبہ میں میں نے بیان کیا تھا کہ امیر کوئی پارٹی نہیں ہے وہ ایک ہی پارٹی یعنی خدا کی پارٹی کا نمائندہ ہے لیکن وہ اس صورتحال کو پیش نظر رکھ کر بیان کیا تھا جو میرے سامنے تھی۔ بعض دفعہ اس کے برعکس ممکن ہے۔ جب بھی امیر ایسے خوشامدیوں کی باتوں کے نتیجہ میں تقویٰ کی بات کرنے کی بجائے ان کو اپنا ساتھی سمجھنے لگ جاتا ہے اور ان پر اس وجہ سے انحصار کرنے لگتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس کی تائید کرتے ہیں وہیں اس کی پارٹی بدل گئی یعنی اس کو تو ایسا خدا کی پارٹی کا ہونا چاہیئے تھا کہ خلافت اسکی پشت پناہی پر ہو۔ لیکن وہ عملاً اس اعلیٰ برکت سے محروم رہ جاتا ہے۔ یہ وہ خطرہ ہے جس کو مشورہ کے وقت صرف امیر ہی کو نہیں دوسروں کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ جب بھی ایک شخص اس وجہ سے تائید کرے کہ گویا وہ آپ کا ساتھی ہے تو اس ذہین آدمی کے لئے اس کو معلوم کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کا احترام دل میں کرنا چاہیئے نہ کہ بڑھنا چاہیئے اور اس کی بروقت سرزنش کے نتیجہ میں اس کی بھی اصلاح ہو سکتی ہے اور جو اس مجلس کے باقی ممبران ہیں ان کے دل میں بھی یہ بات یقین کے ساتھ گڑھ سکتی ہے کہ یہ شخص کسی کا نہیں ہے صرف خدا کا ہے۔ سچی بات کا ہے اور کسی گروہ کی تائید اس لئے نہیں کرتا کہ وہ گروہ اس کی تائید کرتا ہے۔ پس ہر بات میں اگر تقویٰ پیش نظر رہے تو کسی دوسرے جھگڑے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ ایک دفعہ یہاں عقل کے متعلق ایک غیر مسلم نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ آپ کے نزدیک عقل کی سب سے بڑی تعریف کیا ہے تو میں نے اس کو کہا کہ تم سمجھ تو نہیں سکو گے لیکن میں سمجھانے کی کوشش کروں گا کہ تقویٰ سے زیادہ کوئی عقل نہیں ہو سکتی۔ تقویٰ اور عقل دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ہر شخص کی اپنی عقل ہے اس عقل میں تو وہ براہِ راست اپنی کوشش سے ترقی نہیں کر سکتا لیکن اگر تقویٰ پر قائم ہو جائے تو اس کو ایک ایسا نور ملتا ہے جسکی وجہ سے وہ خدا کے نور سے دیکھنے لگ جاتا ہے اور اسی کا نام عقلِ کل ہے۔ بعض دفعہ اپنی مرضی کے خلاف فیصلے کرتا ہے اس لئے کہ اس کو یہ بات دکھائی دے رہی ہوتی ہے کہ میری مرضی اس وقت خدا کی مرضی کے خلاف ہے۔ میری خواہش خدا کی خواہش کے خلاف ہے اور ایسے فیصلوں پر وہ ہمیشہ اپنے نفس کی تمنا پر اپنے رب کی اس خواہش کو ترجیح دیتا ہے جو وہ تصور کرتا ہے۔ یہ تقویٰ ہے اور اس کے نتیجہ میں عقل روشن ہوتی ہے اور تقویٰ کے ساتھ فیصلے کرنے والا کبھی پارٹی بازی کا شکار ہو ہی نہیں سکتا کبھی ایک کی تائید کریگا کبھی دوسرے کی تائید کریگا۔ تائید کی خاطر نہیں بلکہ بات کی خاطر۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس موقعہ سے تعلق رکھنے والی نصیحت فرمائی کہ اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ کہ حکمت کی بات تو مومن کی گمشدہ اونٹنی ہے وہ اس کا مالک ہے۔ اگر دشمن سے بھی آئے تو وہ اُسے لے گا۔ کبھی یہ تو نہیں ہوا کہ کسی کی کار چوری ہو جائے تو وہ کہے کہ بڑے کمینے دشمن کے پاس سے نکلی ہے میں نہیں لوں گا۔ جتنی بڑی دشمنی ہو اتنا ہی وہ جلدی اس کو لینے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دیکھیں مومن کے ساتھ کیا حکمت کا رشتہ باندھ دیا کہ کسی صورت میں بھی

مومن حکمت سے الگ نہیں ہو سکتا

پس اگر ایسے لوگوں کی طرف سے حکمت کی بات امیر کو ملے جن کے بارہ میں وہ عمومی طور پر یہ سمجھتا ہے کہ میری تائید نہیں کرتے تو اُسے دونوں ہاتھوں سے قبول کرے اور جو غلط تائید کرتے ہیں ان کی سرزنش کرے کہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو یہ اچھی بات ہے اس کے نتیجہ میں اگر خدانخواستہ فتنے کا کوئی فتور پیدا ہو بھی رہا تھا تو وہ زائل ہو جائیگا۔

اس کے علاوہ ایک ایسی بات ہے جس کا مال سے تعلق ہے۔ جماعت احمدیہ میں بعض فتنے اس وجہ سے بھی پیدا ہوتے ہیں کہ وہ ان لوگوں کے اخراجات کے طریق پر خوش نہیں ہوتے جن کے سپرد جماعت کی امانت ہوتی ہے۔ امیر کا خرچ کا طریق ہے یا دوسرے ممبران کا خرچ کا طریق ہے اور خرچ کے معاملہ میں اکثر لوگوں کو یہ علم بھی نہیں کہ خرچ کیسے ہونا چاہیئے اور نظام جماعت کس کو کیا اختیار دیتا ہے۔ اگر یہ علم ہو تو اس کے نتیجہ میں فتنہ پیدا ہونے کی بجائے بروقت ایک غلط بات کی اطلاع صحیح آدمی کو پہنچ سکتی ہے مجالس عاملہ کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک وہ مجلس عاملہ ہے جو امیر کے تابع ہے اور جماعت میں امیر ایک ایسا لفظ ہے جیسے ہر دوسرے منتخب عہدے سے برتری

حاصل ہے۔ امیر سے مراد یہ ہے کہ خلیفۂ وقت نے اپنے جو اختیارات دوسروں کو تفویض کئے ہیں۔ امارت کے عہدے کو ایسے اختیارات سب سے زیادہ تفویض کئے ہیں جو نظام جماعت میں خلافت کی طرف سے ہمیشہ تفویض کئے جاتے ہیں۔ مختلف عہدیدار ہیں۔ سیکرٹری مال کو بھی اختیار تفویض ہوئے ہوئے ہیں۔ سیکرٹری تبلیغ کو بھی ہیں۔ ایک جماعت کے صدر کو بھی ہیں لیکن سب سے زیادہ اختیارات امیر کو ہیں کیونکہ امیر خلیفۂ وقت کا براہ راست نمائندہ ہوتا ہے۔ انتخاب مشورے کی خاطر کیا جاتا ہے مگر اس کا ڈیموکریٹک انتخابات سے تعلق نہیں ہے۔ ڈیموکریٹک انتخاب میں جو یہ رواج ہے کہ عوام کی رائے معلوم ہو جائے اس حد تک یہ ڈیموکریٹک ہے۔ مگر عوام کے لئے بہتر کیا ہے یہ فیصلہ بعض دفعہ عوام کی رائے سے نہیں بلکہ خلیفۂ وقت کی موقعہ شناسی سے ہوتا ہے اور بہت کم ایسا موقعہ آتا ہے مگر بعض دفعہ وہ سمجھتا ہے کہ ایک شخص نے اپنی چالاکی کی وجہ سے اور اپنے جتھے کی وجہ سے زیادہ ووٹ حاصل کر لئے ہیں۔ اگر اس انتخاب کو منظور کر لیا گیا تو جماعت میں چالاکیاں دکھاوے اور جتھہ بندی کی روح کو تقویت ملے گی۔ کیونکہ وہ اس دنیا میں خدا کا نمائندہ ہے براہِ راست نہیں مگر رسول کی وساطت سے اس لئے وہ اس وجہ سے فیصلے کر رہا ہوتا ہے اور چونکہ جماعت کا اُس کے ساتھ تعلق کسی صدر یا امیر کی معرفت نہیں ہوتا بلکہ ہر فرد بشر کا براہِ راست تعلق ہے۔ اس لئے وہ اس کے فیصلے کو ہمیشہ ترجیح دیتی ہے اور ایک ذرہ بھی پرواہ نہیں کرتی کہ اُن کی رائے کے مطابق انتخاب کیوں نہیں قبول کیا گیا۔ یہ حفاظت کا وہ دہرا نظام ہے جو خدا کے فضل سے صرف جماعت احمدیہ کو دنیا میں نصیب ہے دنیا کی کسی اور ڈیموکریسی، کسی اور نظام کو دہری حفاظت کا یہ نظام میسر نہیں۔ بہرحال اس طریق کار پر جو امارت ہے اس کو سب سے زیادہ اختیارات خلیفۂ وقت کی طرف سے تفویض کئے جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد صدارت ہے۔ جس عہدیدار کو صدر کہتے ہیں اس کو بھی نمائندگی کے اختیارات ہیں لیکن نسبتاً کم۔ وہ کیا کیا ہیں۔ کہاں کہاں فرق ہے۔ مجلس عاملہ کا ان سے کیا تعلق ہے۔ یہ ساری باتیں ایسی ہیں جن کو جماعت احمدیہ کے سامنے خوب کھول کھول کر بیان کرنا چاہیئے کیونکہ دنیا کے ۱۲۶ ملکوں میں جماعت نافذ ہو چکی ہے وہاں کے خدانخواستہ نظر سے اوجھل پیدا ہونے والے اختلافات فتنوں کا رنگ اختیار کر سکتے ہیں چونکہ اب یہ ممکن ہو گیا ہے کہ خلیفۂ وقت کے خطبات کو فوری طور پر تمام دنیا میں جماعتوں تک پہنچایا جائے اس لئے یہی وہ واحد ذریعہ ہے جس کے ذریعہ ہم جماعتی نظام سے ساری جماعت کو روشناس کرا سکتے ہیں اور رفتہ رفتہ ان کے دل میں اس نظام کا ادب جاگزیں کر سکتے ہیں۔ بہرحال اس سلسلہ میں میں بتانا چاہتا ہوں کہ

مجلس عاملہ کے اور امیر کے اختیارات میں کیا فرق ہے

اور ان دونوں کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ اس کے بعد جہاں موقعہ ملے گا اس سلسلے میں بعض دوسری ضروری باتیں بھی بیان کروں گا جن کا فتنوں کے احتمالات سے تعلق ہے۔

امیر کو روزمرہ کے جماعتی کاموں کو چلانے کے مکمل اختیارات ہیں اور یہ انتظامی اختیارات ہیں۔ مجلس عاملہ کو انتظامی اختیارات بحیثیت مجلس عاملہ کوئی نہیں ہیں۔ یہ تمام اختیارات یا امیر کو ہیں یا سیکرٹریان مجلس عاملہ کو ہیں جو اپنے اپنے شعبہ میں انتظامی اختیارات رکھتے ہیں۔ مجلس عاملہ کی حیثیت ایک تو یہ ہے کہ ان سب پر مشتمل ہے لیکن اجتماعی حیثیت سے وہ منتظمہ نہیں ہے بلکہ مشیر ہے۔ آپس میں مل بیٹھ کر غور کرنے کے لئے ایک مجلس ہے لیکن بعض باتوں میں ان کو ایسے اختیار ہیں جو امیر کو نہیں ہیں مثلاً اموال سے متعلق مجلس عاملہ کی مرضی کے بغیر امیر خود جماعت کے سامنے، مجلس کے سامنے کوئی بجٹ پیش نہیں کر سکتا۔ یہ مجلس عاملہ کا حق ہے کہ بجٹ پر غور کرے اور اس کے مالہٗ و ماعلیہ، PROS AND CONS اس کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے ایک ایسا بجٹ بنائے جسے وہ شوریٰ میں پیش کرے گی۔ امیر اپنے طور پر یہ بجٹ نہیں بنا سکتا۔ مالی معاملات میں امیر کے اختیارات یہاں ختم ہو جاتے ہیں۔ اگلی بات یہ ہے کہ مجلس عاملہ کے مشوروں کے بعد ملک کی مجلس شوریٰ جو بجٹ منظور کرتی ہے اُسے آخری فیصلہ قرار دینے سے پہلے مرکز سے اُس کی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے۔ مجلس شوریٰ کا کوئی فیصلہ آخری فیصلہ نہیں بنتا جب تک مرکز سلسلہ سے اس کی منظوری حاصل نہ ہو جائے۔ جب منظوری حاصل ہو جاتی ہے تو طبعاً امیر کے اختیارات اس معاملے میں بالکل کالعدم ہو جاتے ہیں کیونکہ امیر اپنے افسر بالا کے فیصلوں کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ مجلس شوریٰ کے جو فیصلے خلیفۂ وقت سے منظور شدہ ہوں یا وکیل اعلیٰ کی طرف سے منظور شدہ ہوں

ان میں امیر خود پابند ہے اس لئے یہ خیال کر لینا کہ گویا امیر کو ڈکٹیٹر شپ کے اختیارات ہیں بالکل غلط اور بودی بات ہے جب امیر شوریٰ کے منظور شدہ فیصلوں کا پابند ہو جاتا ہے اور بجٹ کا پابند ہو جاتا ہے تو اس کو ہرگز یہ حق نہیں ہے کہ منظور شدہ بجٹ سے باہر جا کر خرچ کرے اور بہت سی جگہ ایسی غلطیاں ہوتی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ بجٹ کا احترام جماعت میں پیدا کرنا بڑا ضروری ہے کیونکہ اللہ کے فضل کے ساتھ دنیا میں سب سے زیادہ قابل اعتماد طوعی مالی نظام جماعت احمدیہ کا نظام ہے یہ جو لوگ ایک آواز پر لاکھوں کروڑوں فدا کرتے ہیں اس کا ان کے دل کے اخلاص سے بھی تعلق ہے اور اس یقین سے بھی تعلق ہے کہ اس راہ میں ہم جو ایک ایک پیسہ دیتے ہیں اس پر وہ خدا کی طرف سے امین مقرر ہیں۔ انہیں کوئی بھی گارنٹی نہیں ہوتی اور یہی وہ روح ہے جس کی حفاظت کرنا بے حد ضروری ہے۔ اسی لئے مالی نظام میں امیر کو کم اختیارات تفویض کئے گئے ہیں کیونکہ امیر کا ان باتوں میں ملوث نہ ہونا خود اس کے احترام اور تقدس کے لئے ضروری ہے لیکن امراء بعض دفعہ اس وجہ سے کہ ان کو بہت احترام دیا جاتا ہے ان کے متعلق بار بار کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارے اوپر خلیفہ وقت کی طرف سے نگران مقرر ہیں۔ ان کی اطاعت ہی نہ کرو، ادب کرو۔ احترام کرو۔ پیار کا تعلق رکھو۔ اس وجہ سے بعض سادہ لوح لوگ سمجھتے ہیں کہ امیر اگر نظام جماعت کی حدوں سے بھی گزر رہا ہو اور ان اختیارات کو بھی اپنے ہاتھ میں لے رہا ہو جو اس کو دیئے نہیں گئے تو اس بارہ میں خاموشی اس کا ادب ہے۔ خاموشی اختیار کرنا ہی اس کی اطاعت کی روح ہے، یہ بالکل غلط ہے اور نہایت لغو بات ہے۔ عقل سے اور تقویٰ سے اس کا کوئی تعلق نہیں کیونکہ تقویٰ کا یہ تقاضا ہے کہ بالا ہستی کی اطاعت کی خاطر ماتحت ہستی کی اطاعت کی جاتی ہے۔ تقویٰ کا پہلا سبق قرآن کریم نے ہمیں اس رنگ میں دیا تھا کہ خدا کی اطاعت کی خاطر ساری مخلوق کو آدمؑ کے سامنے جھکنا ہوگا اور وہ شیطان جس نے کہا کہ میں بہتر ہوں اُس نے اس بہت ہی بنیادی حقیقت کو نظر انداز کر دیا کہ اطاعت صرف خدا کی ہے، اور خدا کی اطاعت کے نیچے جس کو امیر بنایا گیا، جس کو صاحب امر بنایا گیا اس کی اطاعت عملاً خدا کی اطاعت ہے اور اس سے روگردانی سرکشی ہے۔

پس بالا افسر کی اطاعت ہر جگہ ہر فیصلے کے وقت فیصلہ کن امر ہے۔ اسی سے روشنی حاصل کرنی چاہیئے۔ اگر امیر کسی موقعہ پر اپنے بالا افسر سے باغیانہ رویہ اختیار کرتا ہے اس کی اطاعت سے باہر نکلتا ہے تو وہیں جماعت اس کی اطاعت سے باہر نکل جائیگی۔ اس کی وفا امیر سے نہیں ہے بلکہ امیر سے بالا افسر سے ہے۔ اس کی وفا خلیفہ سے نہیں ہے بلکہ خلیفہ سے بالا افسر نبی ہے اور خدا سے ہے تو ان معنوں میں کسی جگہ بھی کوئی صاحب امر ڈکٹیٹر نہیں بن سکتا۔ اور ہر ایک کی اطاعت خدا کی خاطر کی جاتی ہے۔ اسی لئے بیعت میں یہ الفاظ ہیں کہ میں معروف امر میں آپ کی اطاعت کروں گا۔ خلیفۃ المسیح سے یہ عہد نہیں ہے کہ میں ہر بات میں آپ کی اطاعت کروں گا۔ جو بھی نیک کام آپ مجھے بتائیں گے انہی میں آپ کی اطاعت کروں گا۔ جو معروف فیصلہ ہوگا اس میں آپ کی اطاعت کروں گا۔ پس

نیک کام اور معروف فیصلے سے مراد یہ ہے

شریعت کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے جتنے احکامات ہیں ان میں میں تابع فرمان ہوا ہوں گا اور ان سے باہر کی اطاعت کا سوال ہی نہیں۔ وہ اطاعت شیطانی ہو جائیگی اور امارت کے ساتھ بھی آپ کا تعلق اسی مضمون کے تابع ہے۔ اگر کہیں کوئی امیر اپنے مالی اختیارات کو نظر انداز کرتے ہوئے ان سے تجاوز کرتا ہے تو مجلس عاملہ کا فرض ہے کہ بلا تاخیر اس کے متعلق خلیفۂ وقت کو یا دوسرے مالی نظام کو جو بھی اوپر مقرر ہے اس کو مطلع کرے اور اس بارہ میں واضح قوانین ہیں کہ کہاں تک ان معاملات میں فوری تعاون کرنا ہے اور کہاں نہیں کرنا۔ مثلاً پیسے نکلوانے کے لئے ایک امیر کے ساتھ سیکرٹری مال کے دستخط بھی ضروری ہیں یا بعض دفعہ جماعت کے دو اور عہدیداران کے دستخط کروائے جاتے ہیں اور ساری دنیا میں یہی نظام مقرر ہے کہ پیسے کے اموال پر کوئی شخص اکیلا اس طرح نہیں بیٹھے گا کہ جب چاہے جو چیز نکلوالے بلکہ خواہ کتنا ہی بڑا اس کا مقام ہو اس کے ساتھ کسی اور کو دستخط کرنے ہوں گے ہر ایسے مقام پر جہاں واضح طور پر مرکزی ہدایت کے خلاف مد میں پیسہ نکلوایا جا رہا ہے وہاں ساتھ کے دستخط کرنے والا بھی ذمہ دار ہو جاتا ہے کیونکہ اس کو امین بنایا گیا ہے اور اسی لئے اس کے دستخط ساتھ رکھے گئے ہیں تاکہ اس کو علم ہو کہ کون سی بات ہو رہی ہے، اور اگر وہ خلاف قانون ہو رہی ہے تو وہ اسی میں روک بن جائے۔ ایسی صورت میں ایسے نک کی جو میری ہدایت تھی وہ یہ تھی کہ سیکرٹری مال اگر امیر کو واضح طور پر خلاف قاعدہ رقم نکلواتے ہوئے دیکھے تو دستخط کرنے سے پہلے احتجاج کرے۔ اگر پھر بھی وہ حکم دے تو بے شک دستخط کر دے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملہ میں مزید احتیاط کی ضرورت ہے ایسی صورت میں جو دو دستخط بردار ہیں ان کا کام ہے کہ انکار کریں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ واضح طور پر خلاف قاعدہ حرکت ہے۔ اس لئے ہم دستخط نہیں کریں گے۔ آپ ہماری شکایت اوپر کریں اور ہم بھی اس معاملہ کو اوپر بھیجتے ہیں اور فوری طور پر اس مسئلے کا حل ہو سکتا ہے آج کل ٹیلی فونز کے ذریعہ رابطے اتنے فوری ہو چکے ہیں کہ دنیا کے کسی کونے سے بھی بلا تاخیر رابطہ ہو سکتا ہے اور اس قسم کی باتیں شاذ کے طور پر ممکن ہیں۔ اس لئے کوئی ایسی وجہ ہی نہیں ہے کہ اس کے نتیجہ میں بڑا فساد کھڑا ہو سکتا لیکن انکار کرنے کے وقت بھی ادب کا پہلو اور احترام کا پہلو لازمی ہے اور ایسا شخص جو امیر کے ساتھ دستخط کرنے پر مقرر کیا گیا ہے اگر انکار کرتا ہے تو بڑی بھاری ذمہ داری کو قبول کرتا ہے شک کی بناء پر اس کو انکار کا حق نہیں ہے۔ وہ واضح طور پر جہاں خلاف ورزی دیکھتا ہے وہاں جب انکار کرتا ہے تو پوری ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ اس کو یقین ہونا چاہیئے کہ میرا یہ انکار درست ہے۔ اس میں اور بہت سے پہلو ہیں جن کو نظر انداز کیا جا رہا ہے مثلاً ایک بجٹ سفر خرچ کا مقرر ہوا ہے ایک بجٹ مہمان نوازی کا ہے۔ ایک کسی اور چیز کا بجٹ ہے۔ خرچ تو امیر نے کرنا ہے یا امیر کے تابع جو انتظامیہ ہے اس نے کرنا ہے کیونکہ بحیثیت منتظم ہر شخص کو کچھ نہ کچھ خرچ اپنے دائرہ کار میں کرتے ہوتے ہیں لیکن ان میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ رقمیں جو مقرر کر دی گئی ہیں ان سے وہ تجاوز کریں لیکن ہوتا یہ ہے کہ اگر سفر خرچ کی مد پہ غیر معمولی خرچ ہو رہا ہے تو کسی اور مد سے اس مد کے نام پر لیکن سفر خرچ کے لئے رقم خرچ کی جاتی ہے اس معاملہ میں یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی اور کو علم نہ ہو۔ جس بجٹ سے خرچ ہو رہا ہوتا ہے اس کو حساب دیکھتا ہے نظام جماعت کا آڈیٹر ہے وہ اس کو دیکھتا ہے اور یہ نظام اسی لئے مقرر کئے گئے ہیں کہ وہ بروقت مرکز کو مطلع کریں کہ کون سے اخراجات اپنے موقعہ اور محل کے مطابق درست ہیں۔ بسا اوقات جب میں تحقیق کرواتا ہوں تو رپورٹ آجاتی ہے کہ جی! سب کچھ ٹھیک ہے کوئی غلطی نہیں لیکن میرے دل میں چونکہ ایک قسم کا دھڑکا سا لگ جاتا ہے کہ صورتحال درست نہیں ہے۔ پھر میں تفصیل سے پر رپورٹ منگواتا ہوں۔ بعض دفعہ امراء کو کہتا ہوں کہ مجھے اپنے فلاں فلاں اخراجات کے سارے بل بھجوائیں۔ وقت تو میرا لگے گا لیکن مجبوری ہے اب

جب تک میرے دل کو اطمینان نہ ہو جائے

کہ مالی معاملات میں سب کچھ ٹھیک ہے اس وقت تک میں مزید آپ کو اجازت نہیں دے سکتا۔ جب بل منگواتا ہوں تو اس وقت بات سمجھ آتی ہے کہ سفر خرچ پر اگر ایک لاکھ روپیہ خرچ ہونا چاہیئے تھا تو پانچ لاکھ ہو گیا ہے لیکن وہ چار لاکھ سفر خرچ کی مد میں سے نہیں لیا گیا بلکہ فلاں مد میں سے اور فلاں مد میں سے اور فلاں مد میں سے وہ بل ادھر منتقل کر دیئے گئے۔ یہ ناجائز ہے اور جب پوچھا گیا تو یہ بتایا گیا کہ جی! مجموعی بجٹ میں تو گنجائش تھی، ہم نے وہاں سے لیکر خرچ کر دیا۔ اس کے متعلق دو باتیں جماعت کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرنی چاہئیں۔ مجلس عاملہ کو اختیار ہے کسی عہدیدار کو نہیں کہ بجٹ کے اندر رہتے ہوئے ایک مد سے دوسری مد میں روپیہ منتقل کرے لیکن مجلس عاملہ کو بھی اختیار نہیں کہ ایک مد کا خرچ بغیر مرکز کو بتائے کسی اور مد میں ڈال دے یہ بددیانتی ہے اور یہاں سے آگے پھر بہت قسم کے فتنوں کے رستے کھل جاتے ہیں۔ اگر سفر خرچ کی مد ختم ہو گئی ہے تو سفر خرچ کی مد کو بڑھانا چاہیئے۔ سفر خرچ کے بل دوسری مدوں میں نہیں جائیں گے اور عملاً یہ جو خاموشی کے ساتھ بات کر دی جاتی ہے وہ یہ ہوتی ہے بجائے اس کے کہ مجلس عاملہ بیٹھے اور یہ فیصلہ کرے کہ سفر خرچ کی مد کو ایک لاکھ کی بجائے ہم پانچ لاکھ کرتے ہیں اور زائد چار لاکھ روپیہ فلاں فلاں مد سے کاٹ کر ادھر منتقل کرتے ہیں، جو ایک جائز بات ہے۔ اس کی بجائے سفر خرچ کی مد ایک لاکھ کی ایک لاکھ رہتی ہے اور بل سفر خرچ کے دوسری مدوں میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ سفر خرچ کی مثال میں صرف ایک مثال کے طور پر پیش کر رہا ہوں لیکن ہر مد سے اسی قسم کی باتیں ہیں۔ یعنی اپنے آپ کو برابر کرنے کی خاطر ایک دن امیر صاحب اور ان کے ساتھی مل کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی! یہ جو زائد خرچ ہے اس کو اب کس طرح ٹھیک کرنا ہے اور پھر یہ طے ہوتا ہے کہ اچھا جی! اس کو فلاں مد میں ڈال دیتے ہیں۔ چلو باقی

یہ سراسر بددیانتی ہے۔ بددیانتی سے مراد یہ نہیں ہوا کرتی کہ اپنی جیب میں ڈالا گیا ہے۔ امانت کی خیانت ہے۔ سلسلہ نے بعض قوانین کے تابع ان کو اخراجات کی اجازت دی تھی۔ ان قوانین کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اور مرکز کو دھوکہ دیا جا رہا ہے کہ آپ کے قوانین کے تابع خرچ ہو رہے ہیں۔ پس مجلس عاملہ کے ہر ممبر کو اس بات پر نگران رہنا چاہیئے کہ بحیثیت مجلس عاملہ جو اختیارات ہیں ان کے اوپر کوئی اور چھاپہ نہ مار سکے، ان اختیارات کو ناجائز طور پر کوئی اپنے قبضے میں نہ کرے۔

ایک اختیار جو مجلس عاملہ کو بھی نہیں ہے وہ یہ ہے کہ مجموعی بجٹ کو از خود بڑھا دے۔ مثلاً مجموعی بجٹ اگر دس لاکھ گلڈرز ہے تو دس لاکھ گلڈرز کے اندر مدات میں کہیں پچاس ہزار، کہیں دس ہزار جو مختلف مدات ہیں جن میں وہ روپیہ تقسیم ہوا ہے۔ مجلس عاملہ کی طرف سے اندرونی تبدیلیاں کی جا سکتی ہیں انفرادی طور پر نہیں لیکن دس لاکھ گلڈر کو ۱۱ لاکھ بنانے کا ان کو کوئی اختیار نہیں۔ اس کے لئے لازمی مرکز سے پوچھنا ہوگا کہ آیا دوران سال ہم بجٹ کو بڑھا سکتے ہیں یا نہیں اور ان امور میں بھی بعض دفعہ بغیر مرکز کی اجازت کے تجاوز کر جاتے ہیں۔ پھر بارہا یہ سمجھایا گیا ہے کہ اگر آپ کا بجٹ ختم ہونے والا ہے اور آپ کو ضرورت ہے تو پیشتر اس کے کہ آپ کو ضرورت پیش آجائے اور بجٹ ختم ہو چکا ہو آپ مجلس عاملہ کی میٹنگ بلایا کریں اور اس میں [illegible] APPROVAL لیا کریں لیکن اس کی بجائے سال کے آخر پہ جب ہم سب حساب منگواتے ہیں تو پتہ لگتا ہے کہ جی! فلاں مد میں مجبوری پیش آگئی تھی۔ فلاں میں مجبوری پیش آگئی تھی اس کا اتنا منظور کیا جائے اتنا منظور کیا جائے۔ بعض دفعہ تو نظر انداز کرنا پڑا ہے کیونکہ ابھی پوری تربیت نہیں ہوئی لیکن آج اس خطبہ کے بعد اب میں یہ بات کھول دیتا ہوں کہ بہت دفعہ میں ایسی غلطیوں کو نظر انداز کر چکا ہوں، آئندہ نہیں کی جائیں گی کیونکہ نظام جماعت میں سے مال کے نظام کی حفاظت نہایت ضروری ہے۔ آئندہ سینکڑوں سال کا اس کے ساتھ تعلق ہے جماعت، اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جو قربانیاں پیش کرتی ہے وہ بے مثل ہیں، آج دنیا میں کسی اور نظام، کسی اور جماعت میں عشر عشیر بھی دکھائی نہیں دیتا۔

اس مقدس نظام کی حفاظت ضروری ہے

اور اس کی حفاظت کے سلسلہ میں اخراجات کی حفاظت بڑی ضروری ہے۔ اگر جماعت کو کامل یقین رہے کہ اخراجات کی پوری طرح نگرانی ہو رہی ہے اور قوانین سے سرمو بھی انحراف نہیں ہو رہا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو خدا تعالیٰ نے اتنا بڑا حوصلہ عطا فرما دیا ہے اور دین کی راہ میں خرچ کرنے کا ایسا چسکا ڈال دیا ہے کہ پھر سلسلہ کے خزانے کبھی بھی ختم نہیں ہو سکیں گے ہر ضرورت جس طرح پوری ہو رہی ہے آئندہ بھی ضرور پوری ہوگی لیکن جہاں ہمارے لئے تم میں فتور آئے گا وہاں یہ سب برکتیں جاتی رہیں گی۔ پس مالی امور میں چھوٹی سے چھوٹی باتوں میں بھی اپنے ہاتھ میں قانون کر لینا گناہ سمجھنا چاہیئے اور یہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ دیانتداری کی تعریف میں صرف یہ بات داخل ہے کہ روپیہ دین کا ہے دین پر خرچ کرو حالانکہ دیانتداری کی تعریف میں یہ بات داخل ہے کہ جس بات کے تم مجاز ہو وہی کرو جس بات کے مجاز نہیں ہو وہ نہ کرو۔ یہاں اگر ہم اسے دیانت کی حفاظت کریں تو ذاتی اخراجات کا سوال ہی باقی نہیں رہے گا۔ وہ بددیانتی جو دین کے مال کو اپنے اوپر خرچ کرنے پر منتج ہوتی ہے اس کا آغاز اسی قسم کی بددیانتیوں سے ہوا کرتا ہے۔ ایک جگہ بے احتیاطی کی۔ دوسری جگہ بے احتیاطی کی۔ رفتہ رفتہ اس بے احتیاطی نے جرأت دلا دی، حیا کم کر دی اور پھر سلسلے کے اخراجات ذات پر بھی ہونے لگتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے واقعات جماعت احمدیہ میں بہت شاذ کے ظہور میں ہیں اور جہاں بھی ہوئے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلسلہ کا روپیہ واپس ہوا۔ لیکن یہ تو بہت بعید کی بات ہے میں آپ کو روزمرہ کی باتوں میں تاکید کر رہا ہوں اور نظام جماعت سمجھا رہا ہوں۔ مجلس عاملہ کے اختیارات ہیں بجٹ کے اندر تبدیلی پیدا کرنا اور پھر اس کے متعلق منظوری لینا۔ بجٹ کے باہر تبدیلی کا کوئی امکان نہیں۔ مرکز کو درخواست کی جا سکتی ہے اور بجٹ کے اندر رہتے ہوئے خرچ کرنا امیر کی ذمہ داری ہے اور جہاں وہ تجاوز کرتا ہے وہاں دستخط کرنے والے کو ہاتھ روک لینے چاہئیں۔ اس کا اب فرض ہے کہ وہ امیر سے کہے کہ تم نے افسر بالا کی نافرمانی کی ہے اس لئے میں اس نافرمانی میں تمہارا شریک نہیں ہوں گا۔ مرکز سے اجازت لو اور پھر مجھے مطلع کرو، پھر میں دستخط کروں گا۔ اب اگر سختی سے اس بات کو نافذ کیا گیا تو انشاء اللہ آئندہ جو ہلکا سا رجحان پیدا ہو رہا ہے اس کا ہمیشہ کے لئے قلع قمع ہو جائے گا۔

مجلس عاملہ کے تعلقات میں ایک بات یہ یاد رکھنی چاہیئے کہ امیر کو بعض اوقات مجلس کے فیصلوں کو ویٹو کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور وہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ سمجھتا ہے کہ مجلس عاملہ کا یہ فیصلہ جماعت کی اعلیٰ اغراض کے منافی ہے اور جماعت کے لئے بعض خطرات پیدا کر سکتا ہے۔ اس صورت میں امیر کو یہ اختیار ہے کہ وہ ویٹو کر دے لیکن امیر کا فرض ہے کہ ویٹو کرنے کے بعد ۱۵ دن کے اندر اندر مرکز کو اس ویٹو کرنے کی وجوہات سے مطلع کرے۔ ایسی باتیں بھی دیکھنے میں آتی ہیں کہ امیر نے ویٹو کر دیا اور بارہا ویٹو کیا اور مرکز کو مطلع نہیں کیا اور جماعت کو بھی مطلع نہ کیا کہ جماعت کے کیا حقوق ہیں اور اگر امیر ان حقوق سے متعلق ایک بالا حق کو استعمال کرتے ہوئے ان کو منسوخ کرتا ہے تو جماعت کو کیا حق ہے؟ جماعت کو کیا کرنا چاہیئے۔ جماعت کی یہ جو عدم تربیت ہے اس کے نتیجہ میں ماضی میں بہت بڑے بڑے فتنے پیدا ہوئے ہیں۔ خاص طور پر افریقہ میں سلسلے کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ ہوتا یہ تھا کہ مرکز سے ایک تربیت یافتہ آدمی (تربیت یافتہ ان معنوں میں کہ جو قوانین کو خوب سمجھتا ہے) وہاں مقرر ہوا اور امیر بنا دیا گیا۔ نئے لوگ جو احمدیت میں داخل ہوئے اخلاص تو ان میں تھا لیکن نظام جماعت سے واقفیت نہیں تھی۔ ان کو امیر نے یہ نہیں بتایا کہ تمہارے کیا حقوق ہیں۔ ان کو یہ بتایا کہ میرے کیا حقوق ہیں۔ جب بھی انہوں نے امیر کے فیصلے کے خلاف احتجاج کیا تو اسے یہ کہہ کر سختی سے دبا دیا کہ تم کون ہوتے ہو امیر کے خلاف بات کرنے والے یا ان کے متعلق مرکز کو رپورٹیں بھیجنا شروع کیں کہ فلاں موقعہ پر فلاں شخص نے یہ کہا۔ فلاں وقت پر یہ کہا۔ فلاں وقت پر یہ کہا۔ اگرچہ وہ دب گیا ہے لیکن اس میں فتنہ پردازی کی بو پائی جاتی ہے اور بعض بہت اچھے اچھے کارکن اس طرح خدمت سے محروم رہ گئے اور کسی موقعہ پر ان کو یہ نہیں بتایا کہ اگرچہ مجھے حق ہے کہ تمہارے فیصلہ کے اوپر ویٹو کروں لیکن تمہیں بھی حق ہے اور تم میں سے ہر ایک کا حق ہے کہ میرے ہر فیصلہ کے خلاف جس سے تمہیں اختلاف ہو خلیفہ وقت کو چٹھی لکھو اور اس کا طریق یہ ہے کہ براہ راست لکھو تو مجھے اس کی نقل بھیجو لیکن بہتر طریق یہ ہے جس کو ہم رواج دیتے ہیں کہ جس کے خلاف شکایت ہے اس کی معرفت خط لکھو اور نقل براہ راست بھیج دو تاکہ یہ وہم نہ رہے کہ کوئی عہدیدار اپنے خلاف شکایت کے اوپر بیٹھ رہا ہے۔ یہ اگر بتایا جاتا تو جن فتنوں کی میں بات کر رہا ہوں ان میں سے ایک بھی فتنہ پیدا نہ ہوتا۔ ایک لمبے عرصہ تک جماعتوں بیچاریوں کو اس دھوکہ میں رکھا گیا کہ امارت کے نظام سے مراد یہ ہے کہ امیر سیاہ و سفید کا کلیۃً مالک بن چکا ہے اور اس کے خلاف اگر کوئی شکایت پیدا ہو رہی ہے۔ دل میں کوئی لغزش پیدا ہو رہی ہے تو سوائے صبر کے اس کے حل کا کوئی رستہ نہیں ہے اور ہر آدمی سے صبر نہیں ہوتا۔ وہ پھر رستہ نہ پا کر نئے رستے بناتے ہیں۔ اپنے ماحول میں اپنے دوستوں میں باتیں کرتے ہیں ان کو بد دل کرتے ہیں اور رفتہ رفتہ جماعت کا اخلاص گرنے لگتا ہے اور ایک بد دلی سی پیدا ہو جاتی ہے اور جب یہ بات بہت بڑھ جائے تو پھر فتنے کا ایک آتش فشاں پھٹ پڑتا ہے۔

بعض ممالک میں بہت بھاری نقصان پہنچا ہے

میں سوچتا ہوں کہ اگر گزشتہ ۲۰۔۲۵ سال پہلے یہ نقصان نہ پہنچا ہوتا تو آج جماعت دس گنا زیادہ طاقتور ہوتی بہت بڑے بڑے طاقتور لوگ جو ویسے ہی مخلص تھے وہ ہاتھ سے نکل گئے اور مخلص ہونے کا ان کا ثبوت یہ ہے کہ مدتیں ہو گئیں اس فتنے کو پیدا ہوئے اور ان کو الگ ہوئے لیکن آج تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پورا احترام ہے۔ تمام دعاوی کو تسلیم کرتے ہیں اور کھلم کھلا مجالس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا اعلان کرتے ہیں۔ اگر دل میں اخلاص نہ ہوتا تو اتنی دیر بعد یہ کیسے باقی رہ سکتا تھا۔ جو فتنے دل کی کجی سے پیدا ہوتے ہیں وہ ایمان کو ضرور کھا جاتے ہیں جو فتنے لاعلمی سے پیدا ہوتے ہیں نقصان ان کا بھی ہوتا ہے لیکن ایمان بچ جایا کرتا ہے اور ایسے لوگوں کو بالآخر اللہ تعالیٰ بچا لیتا ہے تو جو شخص لوگوں کی لاعلمی کی وجہ سے انکے ایمان سے کھیلنے لگ جائے اور جماعتی مفاد کیلئے خطرہ بن جائے وہ امارت کا اہل ہی نہیں ہے اس لئے امراء کو بھی اس بات کی نگرانی کرنی چاہیئے کہ تمام جماعت کو انکے حقوق سے مطلع رکھیں اگر وہ دیکھیں کہ ان کی کسی بات سے کسی کو رنجش پہنچتی ہے تو اُسے محبت کے ساتھ ہمدردی کے ساتھ دور کرنے کی کوشش کریں۔

اور اگر اصولی کا معاملہ ہو اور وہ اس معاملہ میں فیصلہ بدلنے کے مجاز نہ ہوں تو پھر ان کو سمجھائیں کہ دیکھو تمہیں بھی اختیار ہے۔ چٹھی لکھو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کس کو چٹھی لکھنی چاہیئے۔ میرے خلاف شکایت لکھو اور کھل کر لکھو کہ میں نے کیا غلطی کی ہے۔ پھر تمہیں آپ ہی مرکز سمجھا دے گا کہ کیا اصل بات تھی تو نظامِ جماعت میں تو کوئی رخنہ پیدا ہو ہی نہیں سکتا کہ تقویٰ سے کام لیا جائے لیکن روح تقویٰ کی ہی ہے جو کام کرتی ہے۔ مجلس میں بھی کوئی بات تکلیف نہیں دیتی اگر وہ تقویٰ پر مبنی ہو اور متقیوں کا اختلاف ہمیشہ رحمت بنتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس مضمون کو ایک ہی فقرہ میں ایسی خوبصورتی سے بیان فرما دیا ہے مگر افسوس کہ بعض لوگ اس پر نظر نہیں کرتے۔ فرمایا: اختلاف اُمّتی رحمۃٌ۔ میری اُمت کا جو اختلاف ہے وہ رحمت ہے اور دوسرے مواقع پر اختلافات کے خلاف بہت سخت ناراضگی کا اظہار بھی فرمایا۔ بعض اختلافات ہیں جو اُمتِ محمدیہ کے اختلاف ہیں۔ یہاں اُمتی کا جو لفظ ہے اس نے مضمون میں جان ڈالی ہے۔ جو میری اُمت ہو یہ معنی ہیں کہ جو سچے رنگ میں حقیقی طور پر میری ہو وہ میرے رنگ میں رنگین ہو گی۔ ان کے اختلافات تقویٰ پر مبنی ہوں گے اور تقویٰ کے نتیجہ میں جو اختلاف ہے، اس سے عقل ترقی کرتی ہے۔ اس سے آزادیٔ ضمیر کو تقویت ملتی ہے اور خیالات ایک دوسرے کے ساتھ مل کر نشو و نما پاتے ہیں۔ ہر قسم کے اندھیرے دور ہوتے ہیں۔ نئی روشنیاں نصیب ہوتی ہیں اور ترقی کا ایک لامتناہی سلسلہ اس سے پیدا ہوتا ہے اس کا نام رحمت ہے لیکن جو اختلاف تقویٰ سے عاری ہو وہ رحمت کیسے بن سکتا ہے۔ یہ تو ہمیشہ ظلم پر مبنی ہوتا ہے۔ اور ظلمات پیدا کرتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں اندھیرے پیدا ہوتے ہیں۔ اضطراب پیدا ہوتے ہیں۔ قومیں بٹ جایا کرتی ہیں تو بات وہیں ختم ہوتی ہے یعنی تقویٰ پر۔ تقویٰ سے بات کی جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اختلاف بھی رحمت بن جاتا ہے اور تقویٰ نہ ہو تو تائید بھی لعنت بن جاتی ہے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا بعض لوگ امیر کی تائید کر رہے ہوتے ہیں لیکن تقویٰ کے بغیر۔ اس کے نتیجہ میں مخالف رائے رکھنے والے مجبوراً ایک گروہ بن جاتے ہیں۔ گویا کہ ان کو تحریک کی جاتی ہے کہ تم اکٹھے ہو ورنہ ہم نے بھی فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر بات میں غلط ہو یا صحیح ہو امیر کی تائید کر کے اس کا جتھہ بن جائیں گے۔ پس ان معنوں میں امیر کا جتھہ بن سکتا ہے لیکن یہ جتھہ پھر خدا کا جتھہ نہیں ہو گا۔ افراد پر بھی بڑی ذمہ داری ہے۔ وہ ہمیشہ اس بات کے نگران رہیں کہ

مشورے میں اللہ کا خوف ہمیشہ دامن گیر رہے

اور سچائی کو عظمت دی جائے۔ کسی دوستی اور تعلق کو عظمت نہ دی جائے۔ اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جو آج مجھے کہنی تھیں اور خیال تھا کہ شاید اسی خطبہ میں بات ختم ہو جائے لیکن میرے خطبہ کے مقررہ وقت میں چند منٹ رہ گئے ہیں اور ابھی مضمون باقی ہیں۔ پھر کبھی انشاء اللہ میں اس سلسلہ میں مزید باتیں کروں گا۔ ایک بات آخر پر میں یہ بتانی چاہتا ہوں کہ بعض باتیں ایسی ہیں جن کو بے وجہ افرادِ مجالس عاملہ میں لا کر اپنی ناسمجھی کی وجہ سے یا ناتجربہ کاری کی وجہ سے اختلافات کے بیج ڈال دیتے ہیں اور ماحول مکدر ہونے لگتا ہے۔ مثلاً ایک عہدیدار نے، ایسے مرکزی عہدیدار نے یا نائب عہدیدار نے کسی جماعت کا دورہ کرنا ہے جس کے دلوں میں احترام پایا جاتا ہے۔ تو بعض دفعہ مقامی امیر اس کو مجلسِ عاملہ میں رکھتا ہے کہ اس کو کہاں ٹھہرایا جائے اور اس پر پھر اختلافات شروع ہو جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ ہمارے گھر ٹھہرے۔ بعض لوگوں کی خواہش ہوتی ہے ہمارے گھر ٹھہرے۔ بعض کہتے ہیں کہیں بھی نہ ٹھہرے ہوٹل میں انتظام ہو اور اس چھوٹی سی بات پر وہ تکرار شروع ہو جاتی ہے کہ الامان اور الحفیظ۔ بڑے بڑے سمجھدار لوگ نہایت احمقانہ باتیں کر رہے ہوتے ہیں حالانکہ یہ ایسی بات ہی نہیں جسے مجلسِ عاملہ میں رکھ کر فتنہ کا موجب بنایا جائے۔ مجلسِ عاملہ کو اس بات کا اختیار رہی نہیں ہے کہ آنے والے مہمان کو کہاں ٹھہرائے۔ جس کا مجلس کو اختیار ہی نہیں ہے اس کو اس کا معاملہ بنانے کا کیا حق ہے۔ مجلسِ عاملہ میں ان معنوں میں مشورہ کے لئے بات رکھی جا سکتی ہے کہ آپ مجھے مشورہ دے دیں آنے والے کا فیصلہ ہے کہ جہاں چاہے وہ ٹھہرے گا۔ آپ میں سے جو کسی کے منتظر ہوں گے وہ میں ان تک پہنچا دوں گا لیکن یہ ایسا امر نہیں ہے جس میں مجلسِ عاملہ فیصلہ کرنے کی مجاز ہے۔ اس کا نظامِ جماعت میں کہیں بھی کوئی ذکر نہیں ہے کہ مجلسِ عاملہ کی ذمہ داریوں میں یہ بھی ہے کہ آنے والے مہمان کے متعلق فیصلہ کرے کہ اس کو کہاں ٹھہرایا جائے یا کون اس کی مہمان نوازی کرے گا۔ ہاں مہمان نوازی کی حد تک تو امیر کا کام ہے فیصلہ کر سکتا ہے۔ سیکرٹری ضیافت موجود ہے۔ سیکرٹری ضیافت کا کام سیکرٹری ضیافت ہی کرے گا اور امیر اس کو یہ ہدایت کر سکتا ہے کہ بھئی! یہ کام کرو اور یہ نہ کرو لیکن امیر کو یہ بھی اختیار نہیں ہے کہ مرکز کی منظوری کے بغیر سیکرٹری ضیافت کے کام دوسروں کے سپرد کرے۔ اس سے بھی دیکھا ہے کہ فتنے پیدا ہوتے ہیں۔ اچھا ہوا ضمناً اس بات کا ذکر چل پڑا۔ میں یہ بھی سمجھاتا چلوں کہ سیکرٹری ضیافت کا کام اس طرح پر کہ سیکرٹری ضیافت کوئی اور ہو اور اس کا کام کسی اور کے سپرد کر دیا جائے امیر کا یہ فیصلہ ویسا ہی ہو گا جیسا مد خرچ کے بجٹ میں جو بل پڑنے چاہئیں وہ بل اُٹھا کر کسی اور مد میں داخل کر دے۔ مدیں بدلنے کا امیر کو اختیار نہیں ہے۔ اس لئے اگر سیکرٹری ضیافت اس بات کا نااہل ہے کہ امیر کی ہدایات کے تابع وہ ضیافت یعنی مہمان نوازی کا حق ادا کرے تو بروقت امیر کو چاہیئے کہ مرکز میں وہ بات لکھ کر اس کی تحقیق کروائے یا مرکز سے فیصلہ لے کہ اس کو بدل دینا چاہیئے لیکن یہ نہیں ہو گا کہ ایک عہدہ کسی کے پاس رہے اور اس کو اس طرح ذلیل کیا جائے کہ عہدہ تو تمہارے پاس رہے گا کام ہم تم سے نہیں لیں گے، کام کسی اور کے سپرد کر دیں گے۔ اس کے نتیجہ میں بھی بے اطمینانی بڑھتی ہے اور نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔

پس امارت کا کام کوئی آسان کام نہیں ہے۔

آپ سب لوگ مل کر محبت اور تقویٰ سے امیر کی مدد کریں اور ان باتوں میں اگر امیر غلطی کرتا ہے۔ تو چونکہ میں اب آپ کو تفصیل سے سمجھا رہا ہوں آپ بھی ادب اور احترام سے اس کو سمجھائیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ اگر اس کے باوجود امیر اپنے ان اختیارات سے تجاوز کرتا ہے جو اُسے ملے ہوئے ہیں اور وہ اختیارات حاصل کرتا ہے جو اُسے ملے نہیں تو پھر جماعت اس کی اطاعت سے اس حصہ میں باہر ہے اور اس صورت میں جماعت کا فرض ہے کہ فوری طور پر مرکز سلسلہ کو مطلع کرے کہ یہ صورت پیدا ہو رہی ہے جو بہت خطرناک ہے۔ پھر مرکز کا کام ہے کہ اگر اصلاح طلب معاملہ ہے تو اصلاح کرے ورنہ اس امیر کو ہٹا کر کسی اور کو مقرر کرے۔

ہاں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض دفعہ سادگی میں اس بیچارے کو پتہ ہی نہیں کہ کون سا مشورہ کیا حیثیت رکھتا ہے۔ یہ جو پہلو ہے اس کو مزید کھولنے کی ضرورت ہے۔ مجلسِ عاملہ سے مشورہ لینا منع نہیں ہے۔ اکثر صورتوں میں امیر کو مجلسِ عاملہ میں باتیں کھولنی چاہئیں اور وہاں سے مشورہ حاصل کرنا چاہیئے لیکن مجلسِ عاملہ کو فیصلے کا اختیار نہیں ہے۔ اس معاملہ میں۔ اس لئے جہاں فیصلے کا اختیار نہیں وہاں امیر کو وہ پابند نہیں کر سکتی کہ تم نے چونکہ ہم سے مشورہ لیا تھا اس لئے اب اسی جگہ ٹھہراؤ جہاں ہم سمجھتے ہیں ہماری اکثریت سمجھتی ہے۔ اس کا اکثریت کے ساتھ کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ جو مشورے ہیں امیر سُن کر متعلقہ متوقع مہمان کو لکھ دے کہ یہ یہ آراء آئی تھیں۔ آپ نے ٹھہرنا ہے، آپ کی مرضی ہے جہاں چاہیں ٹھہریں لیکن ان باتوں کو ملحوظ رکھ لیں۔ اگر ایسا ہو تو خدا کے فضل سے کسی جگہ کبھی کوئی بدمزگی پیدا نہیں ہو سکتی۔ مجھے یاد ہے کہ وقفِ جدید یا خدام الاحمدیہ یا انصار اللہ کے دوروں کے وقت کئی دفعہ میرے ساتھ بھی ایسا ہوا کرتا تھا۔ بعد میں لوگ آتے تھے کہ جی! ہم نے تو کہا تھا کہ وہاں ٹھہرائیں لیکن انہوں نے بدل کیا۔ میں نے کہا کہ تم نے کہا تھا تو تمہیں اختیار کس نے دیا ہے کہ تم اتنے معتبر بن جاؤ کہ ضرور تمہاری مرضی چلے۔ انہیں ٹھہرایا تو کیا فرق پڑتا ہے۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ تمہیں کیوں تکلیف ہو رہی ہے۔ میں نے خوشی سے قبول کر لیا۔ بات ختم ہوئی۔ اب تمہیں کوئی حق نہیں کہ لوگوں کے کان بھرو یا میرے کان آ کر بھرو کہ جناب ہم نے تو آپ کیلئے اچھی جگہ تجویز کی تھی۔ یہ ایسے لوگ ہیں کہ انہوں نے جان کے آپ کو خراب کرنے کیلئے فلاں جگہ رکھی ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی کمینی باتیں ہیں۔ جماعت بہت بلند مقام کی جماعت ہے۔ خدا کی جماعت ہے۔ ایسی باتیں کریں جو خدا لگتی ہوں۔ ایسی باتیں کہیں جو خدا والوں کو زیب دیتی ہوں۔ اپنے مرتبے اور مقام کو پہچانیں اور اس مقام پر رہیں جس کی آپ سے توقع کی جاتی ہے پھر انشاء اللہ تعالیٰ کوئی فتنہ آپ کے اندر راہ نہیں پا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

احمدیہ سماج - میری سمجھ اور نظر میں

از :- محترم ہری رام کلسی صاحب کالکا

ناظرین جب راقم الحروف اپنے بچپن کے دور میں تھا تو گھر میں مرحوم والد صاحب سے احمدیہ سماج کے متعلق باتیں سنا کرتا تھا۔ حالانکہ اس وقت وہ باتیں میری سمجھ میں تو نہ آتی تھیں مگر اُن کی یاد آج بھی دل و دماغ میں تازہ ہے۔ جب میں بچپن سے لڑکپن میں پہنچا تو والد صاحب کی باتیں میری سمجھ میں آنے لگی تھیں۔ اس صدی کے تیسرے دہاکے کی بات ہے کہ شملہ سے آگے کوٹ کھائی میں نئی تحصیل بن رہی تھی۔ نئی بن رہی اس بہت بڑی بلڈنگ کو لکڑی کا تمام سامان والد صاحب کی زیر نگرانی میں ہو رہا تھا جب کہ بلڈنگ کے تعمیر کے انچارج مستری نظیر احمد قادیانی تھے جو احمدیہ سماج سے تعلق رکھتے تھے۔ ایک ہی جگہ دو تین سال تک کام کرنے کی وجہ سے دونوں میں دوستی پیدا ہونا قدرتی بات تھی پھر یہ دوستی بھائیوں جیسے رشتہ میں بدل گئی۔ اپنے بچپن میں دیکھا نیک دلی اور شرافت سے پُر نور چہرہ اس خدا پرست شخص مستری نظیر احمد کا آج بھی میری نظروں میں تازہ ہے۔ کوٹ کھائی میں کام ختم ہونے کے بعد بھی اکثر سال میں دو تین بار وہ والد صاحب کو ملنے ہمارے گاؤں کھیڑا نوالی نزد کالکا ضلع انبالہ آیا کرتے تھے۔ اسی طرح والد صاحب بھی ان کو ملنے قادیان جایا کرتے تھے اُن کی آپسی ملاقات کا یہ سلسلہ ۱۹۴۷ء یعنی تقسیم ملک تک قائم رہا۔ تقسیم کے وقت مستری نظیر احمد پاکستان چلے گئے۔ ۱۹۵۱ء یا ۱۹۵۲ء میں وہ انتقال کر گئے تھے لیکن ان کا پریوار آج بھی ربوہ (پاکستان) میں مقیم ہے۔ والد صاحب مستری جی کے خاص بلاوے پر قادیان احمدیہ سماج کے سماگموں میں بھی جاتے رہے۔ جس کا ذکر گھر آکر وہ تفصیل سے اپنے دوستوں۔ رشتہ داروں اور واقفکاروں سے کیا کرتے تھے۔ وہ مجھے آج بھی بخوبی یاد ہے کہا کرتے تھے کہ میں مسلم سماج کی اکثریت کو کٹر وادی اور فرقہ پرست سمجھا کرتا تھا۔ لیکن جب سے میں نے قادیان میں احمدیہ سماج کے سماگموں یعنی اجلاس میں حصہ لیا اور احمدیہ گرو حضرات کے وچار سُنے ہیں۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور اپنے یہ پختہ وچار رکھتا ہوں کہ سارے مسلم سماج میں صرف اور صرف احمدیہ سماج ہی قرآن پاک کے

ارشادات اور اصولوں پر نہ صرف سختی سے کاربند ہے بلکہ بلا لحاظ مذہب و ملت ہر بنی نوع انسان کی بھلائی اور بہبودی کے لئے ان کا نظریہ بہت ہی پاک اور واضح ہے۔ والد صاحب کے ایک اچھے دوست کالکا کے شیخ سلیمان صاحب مرحوم جو مرحوم فلم سٹار شیخ مختار کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے (جو) ہمارے گاؤں تشریف لایا کرتے تھے۔ کئی بار شیخ صاحب والد صاحب سے بحث کرتے جس کا اہم مدعا یہ ہوتا تھا کہ مسلم معاشرہ کے اصلی مسلمان احمدیوں کو تو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ تو والد صاحب اکثر ان کو یہی جواب دیتے کہ مجھے مسلم معاشرہ کے نہ ہی اُمور بارے نہ تو کوئی جانکاری ہے اور نہ ہی سمجھ۔ لیکن جہاں تک احمدیہ معاشرہ کو نزدیک سے دیکھا اور سمجھا ہے میرے نظریہ میں مسلم معاشرہ میں احمدیہ معاشرہ ہی ایک ایسا ہے جو نہ صرف قرآن پاک کی ہدایات احکامات اور اصولوں پر چلتا ہے بلکہ بلا لحاظ مذہب و ملت ہر بنی نوع انسان کی بھلائی اور خدمت کرنے میں تمام معاشروں میں سرفہرست کہا جا سکتا ہے۔ مجھے آج بھی یاد ہے کہ شیخ صاحب والد صاحب کے اس نظریہ کو غلط تو کہا کرتے تھے۔ لیکن ان کو وہ کبھی قائل نہ کر سکے۔

ناظرین! اس طرح اپنے بچپن اور لڑکپن میں والد صاحب کی ان باتوں کا میرے دل اور دماغ پر یہ اثر ہوا کہ اس کے بعد احمدیہ سماج بارے میری دلچسپی بڑھتی گئی۔ کئی سال ہوئے میں نے مرحوم سردار دیوان سنگھ مفتون مالک اور ایڈیٹر ہفتہ وار ریاست جو اردو جرنلیزم کے گورو دیو کہلاتے تھے کی سوانح حیات "ناقابل فراموش" پڑھی جس کے صفحہ ۱۱۶ پر وہ لکھتے ہیں کہ اپنی ۱۸ سال کی عمر تک، اپنے حلقہ احباب کی صحبت کے اثر کی وجہ سے خود کو سکھ اور ہندوؤں سے الگ قوم سمجھتا تھا بلکہ نہ تو مجھے سادھوں کے دھارمک معاملوں کی سمجھ تھی اور نہ ہی ہندوؤں کے دھرم کی کوئی جانکاری تھی صرف اُن دوستوں کی صحبت کا اثر تھا جو خود کو ہندو نہ سمجھ کر الگ قوم سکھ کہا کرتے تھے۔ آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ

جب وہ نواب بھوپال بنام ایڈیٹر ریاست کے مشہور مقدمہ کے سلسلے میں تین ماہ تک ناگپور جیل میں رہے تو جیل کی لائبریری سے اچھی اچھی کتابیں منگوا کر پڑھتے تھے۔ جیل کی لائبریری سے ہی بھائی گوردا س جو سکھوں میں گورو صاحبان کے بعد احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں کی لکھی کتاب "وچتر ناٹک" جو گورو گوبند سنگھ کی تصنیف ہے پڑھنے کو ملی جس میں میں نے پڑھا کہ اس میں کرشن جی۔ رام چندر جی اور ہندو دیوی دیوتاؤں بارے نہایت احترام سے لکھا ہے جسے پڑھ کر لوگوں سے بہت بلند کہا جاتا ہے۔ پڑھ کر جیسے میری آنکھوں کے پردے ہی کھل گئے ہوں۔ مفتون صاحب آگے لکھتے ہیں کہ گورو گوبند سنگھ صاحب کے ان تحریر کردہ وچاروں اور ارشادات بارے مزید جانکاری حاصل کی جائے۔ جس کے لئے اُن دنوں ایک احمدی مبلغ گیانی عباد اللہ موزوں تصور کئے جاتے تھے جو گورو گرنتھ صاحب بارے ایک اتھارٹی تسلیم کئے جاتے تھے۔ میں نے ان کو خط لکھا کہ آپ گورو گوبند سنگھ صاحب کے ہندو دیوی دیوتاؤں بارے لکھے احترام کے جذبے اور سکھوں اور ہندوؤں کے مذہبی امور بارے روشنی ڈالیں۔ جواب میں گیانی عباد اللہ نے نہ صرف ان کو معقول جواب ہی دیا بلکہ گورو گرنتھ صاحب سے درجنوں شلوکوں کا حوالہ بھی دیا جو گورو صاحبان نے دیوی دیوتاؤں کے احترام میں لکھے ہیں۔ مفتون صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے چھوٹے سائز کا گورو گرنتھ صاحب ۸ روپے میں خریدا اور پڑھ کر دیکھا کہ جن شلوکوں کا حوالہ گیانی عباد اللہ نے اپنے خط میں دیا تھا وہ تمام گورو گرنتھ صاحب میں لکھے ہیں۔

ناظرین! یہ تو ایک مثال ہے۔ ایک بہت بڑے ہندو ودوان پنڈت شو کمار جی اپنی ایک ہندی تصنیف میں لکھتے ہیں کہ نہ صرف گورو گرنتھ صاحب بارے بلکہ ویدوں۔ اپنشدوں اور پرانوں کا وہ گہرا مطالعہ جس باریکی اور گہرائی سے احمدیہ سماج کے گورو فرماتے ہیں جن کو سن کر بڑے بڑے ہندو ودوان بھی حیران رہ جاتے ہیں

مختصر کوتاہ یہ کہ ہر مذہب کی جتنی گہری جانکاری احمدیہ سماج کے پرمکھوں کو رہتی ہے اتنی شاید اُن مذاہب کے ودوانوں کو بھی نہ رہتی ہو۔

ناظرین! احمدیہ سماج بارے سکھوں اور ہندوؤں کے فلاسفروں ادیبوں اور ودوانوں کے یہ وچار پڑھ کر اس مہان سماج بارے میری دلچسپی بڑھتی ہی گئی۔ میں جناب منصور احمد صاحب چیمہ قادیانی کا اس سلسلہ میں بہت ہی مشکور ہوں جنہوں نے میری جانکاری میں اضافہ کے لئے پچھلے دنوں ہندی اور اردو میں کچھ کتابیں بھیج کر ناچیز کے اس سلسلہ ذوق میں مزید اضافہ کر کے بہت احسان فرمایا ہے۔

ناظرین! جہاں تک احمدیہ سماج بارے راقم کی جانکاری کا تعلق ہے اس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ لیکن صد افسوس کہ پاکستان اور سعودی عرب جیسے ممالک نے احمدیہ سماج کو جو میری سمجھ اور نظر میں حقیقی مسلم سماج ہے غیر مسلم قرار دے کر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ بخصوصاً پاکستان بارے تو یہ ستم ظریفی ہی کہا جا دیگا کہ وہ سر ظفر اللہ خان صاحب مرحوم جیسے مدبر۔ فلاسفر اور ایک مہان سیاست دان کے ناقابل فراموش کردار کو اتنی جلدی فراموش کر گیا کہ کشمیر بارے یو۔ این۔ او میں پاکستان کے حق میں انہوں نے جو چار چاند لگائے تھے یو۔ این۔ او کی تاریخ میں وہ سنہرے الفاظ میں درج ہیں۔ تقسیم سے پہلے وہی سر ظفر اللہ خاں صاحب مرحوم جو خود کو قادیانی (احمدی) ہونے پر فخر محسوس کرتے تھے ہندوستان کی تمام ہائی کورٹیں ان کے ماتحت تھیں۔ اُن کے اس زمانہ میں دلیش کی تمام ہائی کورٹیں صحیح انصاف کے لئے دُنیا بھر میں اپنا خاص مقام رکھتی تھیں۔

ناظرین! کون نہیں جانتا کہ دُنیا بھر کے مختلف سماجوں میں ہندو سماج ہی ایک ایسا سماج ہے جو لاتعداد فرقوں میں بٹا ہوا ہے۔ مثلاً سکھ سناتن دھرمی۔ آریہ سماجی۔ جین۔ بودھ۔ رادھا سوامی۔ نرنکاری۔ وغیرہ وغیرہ دھارمک اداروں سے ہندو سماج میں شری اگنی ہوتری کا ادھیکار ہے بلکہ ان کا مقام دیا گیا ہے لیکن کسی بھی سنگھ آچاریہ نے آج تک ہندوؤں کے کسی فرقہ کو غیر ہندو قرار نہیں دیا ہے جیسے کچھ کٹر پنتھی اور محدود سمجھ بوجھ والے ملاؤں اور مذہبی ٹھیکیداروں کے کہنے پر احمدیہ جیسے مہان اور خدا پرست سماج کو غیر مسلم قرار دے کر نہ صرف احمدیہ سماج پر ہی ایک ناقابل تلافی گناہ کیا ہے بلکہ ایسا کر کے انسانیت پر بھی ظلم کیا ہے۔

راقم کی یہی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اب بھی ان کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین ☆

قسط نمبر (۱)

جماعت احمدیہ کے افراد پر مقدمات کی ایک جھلک

از محترم رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ لندن

ذیل میں ان مقدمات کی نہایت مختصر سی تفصیل درج کی جاتی ہے جو جماعت احمدیہ کے اراکین پر گذشتہ چند سالوں میں محض احمدیت کی وجہ سے قائم ہوئے اور جو آجکل ملک کی مختلف عدالتوں میں چل رہے ہیں۔

ایک اندازہ کے مطابق 1984 تا 1991 کے دوران جماعت احمدیہ کے افراد پر تقریباً چار ہزار مختلف نوعیت کے مقدمات درج کروائے گئے ان میں کچھ ایسے بھی تھے جن میں احمدیوں کو بری کر دیا گیا۔ مگر بہت سے ایسے ہیں کہ جن میں احمدیوں کو سزائیں سنائی گئیں جو انہوں نے نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیں۔

بیشتر مقدمات ایسے ہیں جو گنتی کے چند بدبخت مولویوں کی شکایت پر پولیس نے درج کئے مثلاً کسی مولوی نے جماعت احمدیہ کی مسجد پر کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تحریر شدہ دیکھا تو جھٹ پولیس میں شکایت کی کہ کلمہ کو دیکھ کر اس کے مذہبی جذبات مجروح ہو گئے ہیں یا کسی احمدی کے سینہ پر کلمہ کا بیج سجا دیکھا یا ہاتھ میں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی دیکھی یا منہ سے السلام علیکم درود شریف سنا یا قرآنی آیات کی تلاوت اسکے کان میں پڑی تو فوراً ان کی رگ شرارت پھڑکی اور انہوں نے تھانے کا رخ کیا کہ احمدی نے ان حرکات سے خود کو مسلمان ظاہر کر دیا ہے۔ اسکا یہ جرم قابل گرفت ہے لہٰذا فوراً اسکے خلاف تعزیری کاروائی کی جائے۔

یوں بھی ہوا کہ ان بدبختوں نے الفضل یا دیگر احمدی جرائد پر کوئی قرآنی آیت تحریر شدہ دیکھی یا ان میں حدیث شریف پڑھی یا کسی وفات یافتہ شخص کے ساتھ "مرحوم یا مرحومہ" کا لفظ لکھا ہوا دیکھا یا پھر کسی احمدی کی چٹھی کے اوپر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے الفاظ پڑھے تو ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور طیش میں آگئے کہ احمدی اللہ کا نام کیوں لے رہا ہے۔ اسلامی اصطلاحیں کیوں استعمال کر رہا ہے اور ان کے خلاف تھانہ میں رپٹ درج کروا کر ہی دم لیا۔

پھر ایسا بھی ہوا کہ احمدی کو حوالات میں بند کرا دیا گیا۔ تھانہ میں علاقہ کے بڑے بڑے مولوی پہنچے اور دباؤ ڈالا کہ اس شخص سے کسی قسم کی رعایت نہ برتی جائے۔ عدالتوں کا گھیراؤ کیا کہ احمدیوں کی ضمانت نہیں ہونے دی جائے گی ورنہ وہ علاقہ میں امن کا مسئلہ کھڑا کر دیں گے۔ جیل میں بند دیکھ کر خوشی سے تالیاں بجائی گئیں آوازے کسے گئے۔ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خلاف شدید دشنام طرازی سے کام لیا گیا اور اپنی دانست میں اسلام کی عظیم خدمت سرانجام دی گئی۔

ادھر جب نماز کا وقت آیا اور احمدی نے جیل کی سلاخوں کے پیچھے بیٹھ کر قبلہ رو ہو کر نماز ادا کرنا شروع کر دی تو یہ دیکھ کر مولویوں نے ایک بار پھر اودھم مچایا۔ پولیس کے سپاہیوں کے پیچھے دوڑے ان کو خوب کھری کھری سنائیں۔ غضب خدا کا یہ شخص تمہاری تحویل میں ہے اور قبلہ رو ہو کر نماز ادا کر رہا ہے اور تم اس کو بالکل منع نہیں کر رہے۔ پولیس کے سپاہیوں نے احمدی کو دھمکیاں دیں۔ ہم تمہاری ٹانگیں توڑ دیں گے۔ قرآن مجید کی تلاوت کرو گے تو جبڑے توڑ دیں گے۔ زبان کھینچ لیں گے۔ جیل کی سلاخوں میں سے بازوؤں کو پکڑ اور مروڑا خبردار آئندہ ایسی حرکت کی تو سخت سزا دیں گے وغیرہ وغیرہ مگر احمدی کا رشتہ نہ خدا تعالیٰ سے ٹوٹا اور نہ ہی اس کے رسولؐ سے۔ ہوا یہ کہ بیچارے پر ایک اور مقدمہ درج کر دیا گیا کہ جیل میں بھی نماز پڑھ کر خود کو مسلمان ظاہر کیا ہے ایک موقعہ پر تو ایک احمدی نوجوان کے گلے میں مفلر ڈال کر اتنا مروڑا گیا کہ اس نے خیال کیا زندگی کے آخری مراحل آپہنچے ہیں۔ اسکا جرم یہ تھا کہ کلمہ پڑھ رہا تھا۔ ایک اور نوجوان کو پولیس کے سپاہیوں نے زمین پر لٹا دیا اور اس کی پیٹھ پر چڑھ کر ناچنے لگے۔ یہ سزا اس لئے دی گئی کہ اس نے کلمہ کے بیج کو سینے سے لگائے رکھا تھا۔ صد آفرین اس نوجوان کی ہمت پر کہ اس کرب میں بھی زبان سے کلمہ کا ورد جاری رہا۔ بالآخر سپاہی تھک کر نیچے اتر آئے اور کہا کہ ابھی تک اس کافر کی زبان سے کلمہ جاری ہے سمجھ نہیں آتا اسکا کیا علاج کریں؟ کلمہ کی خاطر احمدی نوجوانوں کو درخت سے لٹکایا گیا۔ تپتی دھوپ میں ریت کے اوپر بٹھایا گیا۔ چیونٹیوں کے بل پر بیٹھنے کے لئے کہا گیا۔ احمدی نوجوانوں نے خدا کی خاطر یہ سب کچھ برداشت کیا۔ شاذ ہی کوئی احمدی خاندان ہوگا جس کا کوئی نہ کوئی عزیز اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت میں ایذا نہ پا چکا ہو۔ ایں سعادت بزور بازو نیست اور اب تو کلمہ کے ساتھ احمدیوں کی محبت کے قصے پاکستان کی گلیوں میں عام ہیں۔

ابھی تھوڑے عرصہ کی بات ہے ایک محفل میں کلمہ بیج کے سلسلہ میں احمدیوں کی گرفتاریوں پر بات ہو رہی تھی محفل میں چند غیر احمدی بھی موجود تھے۔ احمدی نے کہا دوستو آج ہمیں مبارک باد دو کہ ہم نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ فی زمانہ کلمہ سے محبت کرنے والے اگر کچھ لوگ موجود ہیں تو وہ صرف احمدی ہی ہیں۔ یہ باتیں سن کر ایک غیر احمدی بولا ہرگز نہیں ہمیں بھی کلمہ سے کچھ کم محبت نہیں۔ اس پر اس احمدی نوجوان نے کہا اگر ایسا ہے تو یہ لو کلمہ کا بیج اور کار پر لگا کر ذرا باہر سڑک پر نکل کر تو دکھاؤ۔ دیکھیں بھلا تمہیں کلمہ سے کتنا پیار ہے دوسرا کہنے لگا نہیں نہیں ایسا نہ کرو بھائی! کیوں اس کو پٹوانے کا ارادہ ہے باہر نکلتے ہی بے چارا دھر لیا جائے گا کہ "قادیانی" کلمہ بیج لگا کر پھر رہا ہے۔ پہلے مار مار کر اسکا بھرکس نکال دیں گے بعد میں اس کی بات سنیں گے۔

مقدمات کی تفصیل میں جائیں تو معلوم ہوگا کہ گنتی کے چند بدبخت مولوی ہیں جنہوں نے یہ شیطانی کام اپنے ذمہ لے رکھا ہے کہ احمدیوں پر مقدمات کئے جاویں۔ ان میں ختم نبوت کے مولوی پیش پیش ہیں پنجاب میں مولوی اللہ یار ارشد اور خدا بخش وغیرہ ہیں۔ سندھ میں ایک چھوٹے سے قصبہ ٹنڈو آدم کا رہنے والا ایک مولوی احمد میاں حمادی ہے جو وہاں کی جامع مسجد کا خطیب ہے اور چونکہ مسجد محکمہ اوقاف کے زیر نگرانی ہے ایسا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مولوی حمادی گورنمنٹ کا تنخواہ یافتہ ہے اس بدبخت مولوی نے بھی احمدیت کی مخالفت کو اپنا پیشہ بنا رکھا ہے اور نہ صرف سندھ کی جماعت احمدیہ کے افراد پر بلکہ جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ سے نکلنے والے اخبارات و رسائل الفضل، خالد، مصباح، تحریک جدید، تشحیذ الاذہان وغیرہ کے مدیران، پرنٹرز، مینجر اور پبلشر صاحبان پر کئی ایک مقدمات ٹنڈو آدم میں کر رکھے ہیں تاکہ ان بزرگان کو دور دراز کا سفر طے کر کے مقدمہ کی پیشی کے لئے سندھ جانا پڑے۔

[illegible] کے قائم [illegible] ان مقدمات کے علاوہ بہت سے مقدمات ایسے ہیں جنہیں حکومت کے نمائندگان ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ کمشنر صاحبان نے ہوم سیکرٹری کی ہدایت پر احمدیوں کے خلاف قائم کیا ہے۔ آئیے ذیل میں ان مقدمات میں سے چند ایک کی جھلکیاں ہم آپ کو دکھائیں جو آجکل جماعت احمدیہ کے افراد پر ملک کے مختلف حصوں میں زیر سماعت ہیں۔

(۱) رسالہ انصار اللہ کیس (سرکار بنام غلام باری سیف وغیرہ)

کیس نمبر $\frac{237}{85}$ دائر شدہ ۱۱ نومبر 1985

مقام تھانہ ربوہ

یہ مقدمہ رسالہ انصار اللہ کے خلاف زیر دفعہ 298/c کے 11 نومبر 1985 کو تھانہ ربوہ میں درج ہوا جسمیں الزام لگایا گیا کہ ماہ اکتوبر 1985 کے شمارہ میں ایسا مواد شائع ہوا ہے جس سے "مسلمانوں" کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ اس مقدمہ میں محترم مولانا غلام باری سیف صاحب۔ سید عبدالحی شاہ صاحب اور چوہدری محمد ابراہیم صاحب کو ملوث کیا گیا ہے۔ مقدمہ ریزیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ کی عدالت میں ہے۔ جہاں شہادتیں ہو چکی ہیں اور بحث کے مراحل میں ہے اس وقت تک کل ۴۷ پیشیاں ہو چکی ہیں۔

(۲) جھنگ کے کلمہ کیس (سرکار بنام کریم احمد وغیرہ)

مقدمہ نمبر $\frac{49}{87}$ دائر شدہ۔ کوتوالی جھنگ

یہ مقدمہ 8 فروری 1987 کو جھنگ کے چار احمدی دوکانداروں، کریم احمد، محمد اکمل، محمد سلیم اور فضل احمد کے خلاف کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات پر مشتمل بیز وو کالونی پر لگانے کے سلسلہ میں دفعہ 298/c کے تحت درج کیا گیا ریذیڈنٹ مجسٹریٹ جھنگ کی عدالت میں اس مقدمہ کی ۱۵ پیشیاں بھگتی جا چکی ہیں۔

(3) "ختم نبوت اور بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ" پمفلٹ کیس (سرکار بنام میجر عبدالقادر وغیرہ)

مقدمہ نمبر $\frac{63}{85}$ دائر شدہ ۱۶ اپریل 1987

یہ مقدمہ مورخہ ۱۶ اپریل 1987 کو تھانہ ربوہ میں مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس انصار اللہ مکرم میجر عبدالقادر صاحب اور قاضی منیر احمد صاحب پر قائم کیا گیا۔ ان پر الزام یہ لگایا گیا کہ انہوں نے پمفلٹ "ختم نبوت اور بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام" شائع کر کے قابل گرفت جرم کیا ہے۔ مقدمہ آر۔ ایم۔ ربوہ کی عدالت میں ہے اس وقت تک ۱۶ پیشیاں ہو چکی ہیں۔ ہنوز مقدمہ بحث کے مراحل میں ہے۔

(۴) رسالہ خالد/ مصباح کیس (سرکار بنام قاضی منیر احمد وغیرہ)

مقدمہ نمبر $\frac{73}{87}$ دائر شدہ ۲۹ اپریل 1987

یہ مقدمہ اجرائی مولوی خدا بخش خطیب مسجد ریلوے سٹیشن ربوہ کی درخواست پر ماہنامہ خالد اپریل 1987 اور ماہنامہ مصباح کے شمارہ اپریل 1987 کے مندرجات کی روشنی میں "احمدیت کی تبلیغ اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے" پر زیر دفعہ 298/c قائم کیا گیا جسمیں مندرجہ ذیل افراد کو ملوث کیا گیا شیخ خورشید احمد صاحب قاضی منیر احمد صاحب فضیل عیاض احمد صاحب، عبدالقدیر قمر صاحب، شمشاد احمد قمر صاحب، فضل الرحمٰن صاحب، مبارک احمد خالد صاحب اور عبدالسمیع خاں صاحب۔ آر۔ ایم ربوہ کی عدالت میں اس مقدمہ کی بھی ۱۴ پیشیاں ہو چکی ہیں۔ ابھی گواہان کی شہادتیں ہو رہی ہیں۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مکرم قاضی منیر احمد صاحب کے خلاف محض مذہبی عناد کی بنا پر پاکستان بھر میں 50 سے زائد مقدمات قائم ہیں اور شاید فرد واحد پر مقدمات کی تاریخ میں ایک "ریکارڈ" ہو۔

(۵) بیعت سے فارم کیس (سرکار بنام صاحبزادہ مرزا منصور احمد وغیرہ)

مقدمہ نمبر $\frac{80}{87}$

اجرائی مولوی اللہ یار ارشد کی درخواست پر پولیس نے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب۔ محترم مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ اور دیگر 13 سرکردہ احمدی احباب کے خلاف مورخہ ۷ مئی 1987 کو زیر دفعہ 298/c

اور 298/c ایک مقدمہ درج کیا۔ مولوی مذکور نے ہوم سیکرٹری پنجاب کو ایک درخواست لکھی تھی جسمیں کہا گیا تھا کہ امام جماعت احمدیہ اور دیگر احمدیوں نے "غیر مسلم" جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے جو بیعت فارم شائع کیا ہے اس میں اسلامی اصطلاحات اور شعائر اسلام کا بے دریغ استعمال کیا گیا ہے۔ داعی الی اللہ تحریک کے فارم پر تبلیغ کرنے کی تحریک کی گئی ہے علاوہ ازیں نظارت علیا صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے بنکوں کو زکوٰۃ کے متعلق جو سرکلر جاری کیا گیا ہے اس میں لکھا گیا ہے کہ ہم احمدی مسلمان ہیں۔

مولوی ارشد کی درخواست پر ہوم سیکرٹری پنجاب نے انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کو مقدمہ درج کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ مقدمہ بھی آر ایم ربوہ کی عدالت میں چل رہا ہے۔ اسوقت تک ۱۴ پیشیاں ہو چکی ہیں اور شہادتیں قلمبند کی جا رہی ہیں۔

(۵) توہین رسالت کا مقدمہ (سرکار بنام مختار احمد وغیرہ)

مقدمہ نمبر $\frac{106}{87}$ بمقام شہداد پور ضلع سانگھڑ سندھ۔

مورخہ ۹ اگست 1987 کو مولوی احمد میاں حمادی ساکن ٹنڈو آدم نے ایک تحریری درخواست کے ذریعہ حکام سے شکایت کی کہ احمدیوں نے خدام الاحمدیہ سپورٹس ریلی کے موقعہ پر لاؤڈ سپیکر پر درود شریف پڑھا اور آیات قرآنی کی تلاوت کی ہے۔ اس لئے ان کے خلاف تعزیری کاروائی کی جائے۔ اس مقدمہ میں مکرم مختار احمد صاحب، بشیر احمد صاحب۔ عبدالرحمٰن صاحب اور علی احمد صاحب کو ملوث کیا گیا۔ ان احباب پر یہ الزام بھی لگایا گیا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ

"مرزا غلام احمد خود محمد رسول اللہ ہے اور یہ کہ قرآن مجید دوسری دفعہ ان پر نازل ہوا ہے۔"

اس الزام کا مقصد یہ تھا کہ ان احمدیوں پر توہین رسالت کا الزام لگایا جائے چنانچہ یہ مقدمہ دفعہ 298/c اور دفعہ 295/c (جس کی سزا موت مقرر ہے) کے تحت قائم کیا گیا۔

(۷) توہین رسالت کا ایک اور مقدمہ

(سرکار بنام خلیل احمد) مقدمہ نمبر $\frac{184}{87}$

یہ مقدمہ بھی مولوی احمد میاں حمادی کی درخواست پر مورخہ 27 دسمبر 1987 کو چوہدری خلیل احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ شہداد پور سندھ کے خلاف درج ہوا۔ اور مکرم چوہدری خلیل احمد صاحب کو زیر دفعہ 295/c گرفتار کر کے شہداد پور جیل بھجوا دیا گیا۔ مولوی حمادی نے شکایت کی تھی کہ چوہدری خلیل احمد نے ماہ فروری 1987 کا ماہنامہ انصار اللہ کسی غیر احمدی وکیل کو پڑھنے کے لئے دیا تھا اس رسالہ میں اس کے دعویٰ کے مطابق ہتک رسول (نعوذ باللہ) کی گئی تھی۔ محترم خلیل احمد صاحب کی ضمانت ہائی کورٹ سندھ سے کروائی گئی۔

مقدمہ آجکل ایڈیشنل سیشن جج شہداد پور کی عدالت میں چل رہا ہے۔

(۸) قرآنی آیات لکھنے پر مقدمہ

(سرکار بنام رشید احمد خان) مقدمہ نمبر $\frac{52}{83}$

یہ مقدمہ ۱۷ اپریل 1983 کو سانگھڑ سندھ کے ایک احمدی رشید احمد خان کے خلاف زیر دفعہ 295/c اور 298/c درج کیا گیا ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے اپنے گھر کی دیوار پر الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ لکھا ہوا تھا یہ مقدمہ سیشن کورٹ سانگھڑ کی عدالت میں چل رہا ہے۔

(۹) جھنگ سے کلمہ کیس (سرکار بنام رفیع احمد) مقدمہ نمبر $\frac{156}{88}$

مورخہ 18 اپریل 1988 کو جھنگ کے ایک احمدی رفیع احمد صاحب کی دوکان پر علاقہ مجسٹریٹ نے چھاپہ مارا اور انکے خلاف دوکان کے شوکیس کے شیشہ پر کلمہ طیبہ کا سٹکر لگانے کے جرم میں زیر دفعہ 295/B مقدمہ درج کر دیا اس مقدمہ میں مجسٹریٹ صاحب خود مدعی بنے یاد رہے کہ 295/B قرآن کریم کی توہین کی دفعہ ہے جسکی سزا عمر قید ہے۔ مقدمہ آجکل جوڈیشل مجسٹریٹ جھنگ کی عدالت میں چل رہا ہے جہاں دس پیشیاں پڑ چکی ہیں۔

(۱۰) کیلنڈر افطار و سحر کیس۔

(سرکار بنام حکیم محمد رفیع ناصر)

مقدمہ نمبر $\frac{104}{88}$

ربوہ پولیس نے مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولوی خدا بخش کی شکایت پر ناصر دواخانہ ربوہ کے مالک حکیم محمد رفیع ناصر کو ۱۰ جون 1988 زیر دفعہ 298/c مقدمہ درج کر کے گرفتار کیا۔ ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے رمضان المبارک میں سحری اور افطاری کا ٹائم ٹیبل شائع کیا اور اس پر کلمہ طیبہ، مسجد نبوی کی تصویر کے علاوہ روزہ رکھنے اور کھولنے کی دعائیں بھی شائع کیں۔ حکیم صاحب بعد میں ضمانت پر رہا ہو گئے۔ اور مقدمہ ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ کی عدالت میں چل رہا ہے جہاں اس وقت تک چودہ پیشیاں ہو چکی ہیں۔

(۱۱) مباہلہ کیس (سرکار بنام قاضی منیر احمد وغیرہ) مقدمہ نمبر $\frac{128}{88}$

ٹنڈو آدم کے مجسٹریٹ فرسٹ کلاس کی عدالت میں مباہلہ پمفلٹ میں خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے جرم میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر اور مباہلہ پمفلٹ شائع کرنے کے جرم میں مکرم قاضی منیر احمد صاحب، پرنٹر پبلشر ضیاء الاسلام پریس پر زیر دفعہ 298/c مقدمہ درج کیا گیا۔ یہ مقدمہ مورخہ 28 اگست 1988 کو درج ہوا۔ مکرم قاضی منیر احمد صاحب پر مختلف جگہوں پر بے شمار مقدمات قائم کئے گئے ہیں ایک اور مقدمہ نمبر $\frac{139}{88}$ ربوہ مجسٹریٹ کی عدالت میں بھی زیر دفعہ 298/c اور 16 MPO مورخہ $\frac{21}{8}$ 88 کو درج ہوا تھا جس کی آج تک چودہ پیشیاں پڑ چکی ہیں۔

(۱۲) جھنگ سے مباہلہ کیس (سرکار بنام ماسٹر منیر احمد وغیرہ) مقدمہ نمبر $\frac{353}{88}$

مکرم شیخ محمود احمد بشیر امیر ضلع جھنگ اور دیگر چھ احباب، مکرم محمد اکمل صاحب، مکرم رشید احمد صاحب، مکرم منیر احمد صاحب، مکرم محمد میاں صاحب، ڈاکٹر محمد بخش صاحب اور مرزا محمد دین صاحب پر مورخہ ۱۴ اگست 1988 کو زیر دفعہ 298/c اور 16 MPO تھانہ کوتوالی جھنگ میں ایک مقدمہ درج ہوا جسمیں الزام لگایا گیا کہ یہ سب افراد مباہلہ پمفلٹ تقسیم کر رہے تھے۔ یہ مقدمہ آجکل آر۔ ایم جھنگ کی عدالت میں چل رہا ہے۔ اور دس پیشیاں ہو چکی ہیں۔

(13) 80 سالہ بزرگ کے خلاف نظم کیس

(سرکار بنام مولا بخش) مقدمہ نمبر $\frac{130}{88}$

مولوی اللہ یار ارشد کی درخواست پر ربوہ کے ایک ۸۰ سالہ بزرگ شاعر مکرم مولا بخش کے خلاف زیر دفعہ 298/c اور 16 M.P.O ایک مقدمہ مورخہ 27 جولائی 1988 کو درج کیا گیا۔ درخواست میں شکایت کی گئی تھی کہ انہوں نے جماعت احمدیہ کے معاند مولوی اسلم قریشی کی بازیابی پر ایک پنجابی نظم "حق دی فتح" لکھ کر شائع کر کے تقسیم کی۔ مقدمہ آر۔ ایم ربوہ کی عدالت میں چل رہا ہے۔

(۱۴) تقریر ویڈیو کیسٹ کیس (سرکار بنام بشیر احمد سیالکوٹی) مقدمہ نمبر $\frac{144}{88}$

مورخہ یکم اگست 1988 کو مکرم بشیر احمد سیالکوٹی ساکن ربوہ پر زیر دفعہ 298/c ایک مقدمہ درج ہوا جسمیں کہا گیا کہ وہ مسجد بلال ربوہ میں جمع بعض احمدیوں کو جلسہ سالانہ یو۔کے کے موقع پر کی ہوئی امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی تقریر کا کیسٹ سنا رہے تھے۔ یہ مقدمہ بھی آجکل ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ کی عدالت میں چل رہا ہے۔ جہاں اس کی ۱۴ پیشیاں ہو چکی ہیں۔

(15) رسالہ انصار اللہ کیس

(سرکار بنام قاضی منیر احمد وغیرہ) مقدمہ نمبر $\frac{155}{88}$

مکرم قاضی منیر احمد صاحب کے خلاف ایک اور مقدمہ ماہنامہ انصار اللہ کے شمارہ جولائی 1988 کی اشاعت کے سلسلہ میں مورخہ $\frac{3}{8}$ 88 کو قائم کیا گیا اور انہیں گرفتار کر لیا گیا بعد میں ان کی ضمانت پر رہائی ہوئی۔ یہ مقدمہ بھی آر۔ ایم ربوہ کی عدالت میں ہے۔ جہاں ۱۴ پیشیاں ہو چکی ہیں۔

(۱۶) کتابچہ "کلام طاہر" کیس (سرکار بنام قریشی محمد افضل وغیرہ) مقدمہ نمبر $\frac{182}{88}$

۱۴ ستمبر 1988 کو مولوی اللہ یار ارشد احراری کی درخواست پر ربوہ پولیس نے افضل برادرز ربوہ کے مالک قریشی محمد افضل اور ان کے ساتھی حیدر صاحب کو گرفتار کر لیا۔ ان پر فرد جرم یہ عائد کی گئی کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا منظوم کلام "کلام طاہر" اقصیٰ روڈ ربوہ پر فروخت کر رہے تھے۔ جس سے "مسلمانوں" کے جذبات مجروح ہوئے۔ مقدمہ زیر دفعہ 298/c درج کیا گیا۔

نیز اس کے ساتھ ہی امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد پر بھی یہ نظمیں لکھنے پر مقدمہ درج کیا گیا۔ یہ مقدمہ بھی آر ایم۔ ربوہ کی عدالت میں ہے اور اسکی ۱۶ پیشیاں ہو چکی ہیں۔

(۱۶) ربوہ تبلیغ کیس (سرکار بنام سلطان احمد مجاہد) مقدمہ نمبر $\frac{441}{88}$

اس مقدمہ کی تفصیل یوں ہے کہ ۱۲ دسمبر 1988 کو ربوہ کے ایک احمدی دوست ڈاکٹر سلطان احمد مجاہد فیصل آباد جانے والی بس پر سوار ہوئے۔ بس میں سوار تین چار نوجوانوں نے ان کے ہاتھ پر کلمہ طیبہ والی انگوٹھی دیکھ کر ان سے پوچھا کہ کیا تم قادیانی ہو۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ وہ احمدی ہیں۔ نوجوانوں نے انہیں کہا کہ یہ انگوٹھی اتار دو کیونکہ غیر مسلم کلمہ طیبہ والی انگوٹھی نہیں پہن سکتا۔ ڈاکٹر صاحب کے انکار پر انہوں نے زبردستی انگوٹھی اتارنے کی کوشش کی چنیوٹ تک یونہی تکرار ہوتی رہی وہاں نوجوانوں نے ڈاکٹر صاحب کو بس سے اتار لیا۔ جی بھر کر گالیاں دیں اور مارتے ہوئے تھانہ کی طرف لے گئے۔

پولیس افسران نے انہیں مشورہ دیا کہ یہ ربوہ کا کیس ہے۔ لہٰذا ڈاکٹر صاحب کو دوبارہ ربوہ لایا گیا جہاں تھانہ میں ان کے خلاف، کلمہ طیبہ کی انگوٹھی پہننے اور تبلیغ کرنے کے جرم میں زیر دفعہ 295/B اور 298/c مقدمہ درج کیا گیا۔

ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ کی عدالت میں اس مقدمہ کی بھی چودہ پیشیاں ہو چکی ہیں۔

اعلان دعا

مکرم ناصر احمد صاحب سلیم بڑھا تو اپنے وبیوی بچوں کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے و بیوی کی زچگی ہونے والی ہے صحت کاملہ و نیک اولاد حاصل ہونے کے لئے اعلان دعا کرتے ہیں۔ (ادارہ)

• مکرم خلیل احمد صاحب بشیر مغربی جرمنی سے -/165 روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے درخواست دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے اہل و عیال کو ہر قسم کی پریشانیوں سے نجات بخشے ان کے دو لڑکے بچے پچھلے دنوں کان کی کھانسی کی وجہ سے شدید بیمار رہے ہیں بچوں کی صحت، وسلامتی اور درازی عمر کے لئے۔ نیز موصوف کے والدین کی جملہ پریشانیوں کے ازالہ اور صحت وسلامتی دائمی بھی عطا ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

طالب دعا۔ مکرم عبدالقدیر صاحب نیاز قادیان

منقولات

قادیانی سمپردائے کی تعریف میں لکھے اقبال کے خطوط پاکستان میں ضبط

برنی کا انکشاف، اقبال کی کئی تحریریں اور نظمیں بھی تلف کی جاچکی ہیں

نئی دہلی۔ ۱۱ر نومبر (یو این آئی) فلاسفر شاعر محمد اقبال کے خطوط کے مجموعہ پر پاکستان میں پابندی لگا دی گئی ہے۔ اقلیتی کمیشن کے چیئرمین ایس ایچ ایچ برنی نے کل شام غالب اکیڈمی میں مرحوم شاعر کی ۱۱۴ ویں سالگرہ کی تقاریب کی صدارت کرتے اس بات کا انکشاف کیا۔ انہوں نے کہا کہ جس کتاب پر پابندی لگائی گئی ہے اس میں اقبال کے ایسے خطوط تھے جن میں قادیانی عقیدہ کی سراہنا کی گئی تھی۔ قادیانی فرقہ کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے۔

مسٹر برنی نے جو خود اقبال پر ریسرچ کر رہے ہیں اور اُن کی غیر شاعرانہ تحریروں پر کتابیں اور مقالے شائع کر چکے ہیں نے کہا کہ انہوں نے پاکستان کے وکیل دوست سے کہا تھا کہ وہ خطوط کا مجموعہ بھیجیں جن میں قادیانی عقیدہ کی سراہنا کی گئی ہے۔ دوست نے جواب میں لکھا کہ اس نے جو کتاب مرتب کی تھی اس پر ان کے دیش میں پابندی لگا دی گئی ہے۔ پاکستان کے ہائی کمشنر عبدالستار نے جنہوں نے پہلے فلسفی شاعر کے فوٹو گراف کی نمائش کا افتتاح کیا تھا اور ڈائس پر موجود تھے اس کی تردید نہ کی۔ اقبال کو خراجِ عقیدت ادا کرتے ہوئے پاکستان کے ڈپلومیٹ سکالر افضل اقبال نے کہا کہ پاکستان میں فلسفی شاعر کی کئی نظمیں، خطوط اور دوسری تحریریں تلف کر دی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اقبال کو سنسر کرنے کا کوئی حق نہیں۔۔

(روزنامہ "ہند سماچار" جالندھر مورخہ ۱۲ر نومبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۵)

ولادت

عزیزم مکرم میاں تنویر احمد ابن مکرم محمود علی صاحب مرحوم آف فلک نما کے ہاں بتاریخ ۲۰ر اکتوبر ۹۱ء بروز یکشنبہ لڑکی تولد ہوئی جس کا نام "قرۃ العین ندرت" رکھا گیا ہے۔ نومولودہ مکرم محمود احمد صاحب غوری یادگیر کی نواسی ہے۔ اس خوشی کے موقعہ پر مکرم تنویر احمد صاحب نے اعانتِ بدر میں پچاس روپے اور شکرانہ فنڈ میں پچاس روپے ادا کر کے تمام احباب جماعت سے نومولودہ کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

اعلانات نکاح

(۱) ۔ مسماۃ عزیزہ طاہرہ صدیقہ بنت خواجہ عبدالوحید صاحب انصاری آف مہدی پٹنم کا نکاح ہمراہ مسمّی عزیزم میر احمد ناصر صاحب ابن مکرم میر احمد صادق صاحب سے مبلغ پچیس ہزار روپے حق مہر پر ۳۰ر اکتوبر ۹۱ء کو مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ حیدرآباد نے پڑھا۔ تقریبِ شادی میں احمدی اور غیر احمدی احباب نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ موقعہ کی مناسبت سے مکرم مولوی صاحب موصوف نے نکاح کی اہمیت اور اسلامی طریق کی وضاحت کی جسے غیر از جماعت احباب نے بہت پسند کیا۔ اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر بہ ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔

اس خوشی کے موقعہ پر مکرم خواجہ عبدالوحید صاحب انصاری نے اعانتِ بدر اور شکرانہ فنڈ میں پچاس پچاس روپے اور مکرم میر احمد صادق صاحب نے پچیس پچیس روپے ادا کئے فجزاہما اللہ تعالیٰ۔

(۲) ۔ مسماۃ عزیزہ فرح دیبا بنت مکرم غلام ناظم الدین صاحب آف گلبرگہ کا نکاح ہمراہ مسمّی عزیزم کریم احمد صاحب ابن مکرم مبارک احمد صاحب گلبرگہ مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ حیدرآباد نے بحق مہر پانچ ہزار روپے ۳۱ر اکتوبر ۹۱ء کو حیدرآباد میں پڑھا۔ رشتہ داروں اور احباب جماعت نے شرکت فرمائی۔ تمام احباب جماعت سے اس رشتہ کے ہر جہت سے بابرکت اور مثمر بہ ثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

خوشی کے اس موقعہ پر مکرم غلام ناظم الدین صاحب نے اعانتِ بدر میں پچیس روپے اور شکرانہ فنڈ میں پچیس روپے ادا کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔

خاکسار:۔ ایم۔ اے ستار۔ سیکرٹری رشتہ ناطہ۔ حیدرآباد

جلسہ سالانہ قادیان پر تشریف لانے والے احباب سے گزارش ہے کہ اپنے ہمراہ سرمائی بستر لحاف وغیرہ ضرور لائیں۔ (افسر جلسہ سالانہ قادیان)

جناب گیانی ذیل سنگھ صاحب سابق صدر جمہوریہ ہند کی خدمت میں

موعود اقوام عالم اور A MAN OF GOD کا تحفہ

مورخہ ۲۷ر اکتوبر ۹۱ء کو سابق صدر جمہوریہ ہند جناب گیانی ذیل سنگھ صاحب اور خاکسار کی سنگھ سبھا حیدرآباد کے اسٹیج پر توحیدِ الٰہی کے زیرِ عنوان تقاریر ہوئیں۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں قرآن مجید اور گورو بانی سے توحید کو پیش کیا۔ اور آخر میں خاکسار نے اس تقریب میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی پاکیزہ سوانح پر مشتمل ایک انگریز محقق کی لکھی ہوئی کتاب A MAN OF GOD اور اپنی ایک مطبوعہ تقریر "موعود اقوام عالم" جناب سابق صدر جمہوریہ ہند کی خدمت میں پیش کیں۔ خاکسار نے جب یہ کتابیں پیش کیں تو فرمانے لگے کہ میرے پاس ہی بیٹھ جائیں۔ اور فرمایا پاکستان میں احمدیوں پر جو ظلم ہو رہا ہے میں بہت تکلیف محسوس کرتا ہوں۔ اور حضور کی فوٹو بہت غور سے دیکھتے رہے۔ خاکسار نے جب حضور پُر نور کی متوقع آمد سے آگاہ کیا تو بلا تامل فرمایا کہ "کیا حضور صاحب میرے گھر پر آسکیں گے۔ ورنہ جہاں کہیں گے حاضری دوں گا"۔

اس اجتماع کے بعد مختلف علمی شخصیتوں نے ایڈریس لئے اور اپنے ہاں تقریر کے لئے دعوت دی۔ الحمد للہ کہ اس رنگ میں جماعت احمدیہ کا بہترین اور پُر وقار انداز سے پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ میرے ہمراہ مکرم خالد احمد الٰہ دین صاحب اور عزیز افتخار الدین صاحب قمر تھے۔ فجزاہما اللہ تعالیٰ۔

خاکسار: حمید الدین شمس مبلغ حیدرآباد

جھومے گا اپنی قسمت پہ قادیاں ہمارا

اے سرزمینِ لندن تُو پر غرور و نازاں
جا کر بسا ہے تجھ میں وہ باغباں ہمارا

جاگی ہے تیری قسمت آئی بہار تجھ پر
جب سے مقیم تجھ میں ہے پاسباں ہمارا

آقا کا تھا بسیرا جب گلستانِ مشرق
سُنتا تھا غم ہمارے وہ رازداں ہمارا

قُربت کے سارے لمحے اب خواب ہو گئے ہیں
کرتا ہے بس دعائیں دل ناتواں ہمارا

چھائی ہے اب اُداسی ربوہ کی سرزمیں پر
روتا ہے رات و دن اب دل بے زباں ہمارا

ہے دید کی تمنا اے میرے پیارے آقا!
تو دیکھ! کہ ہے اُداس اب سارا جہاں ہمارا

شمعِ اُمید پھر سے ہونے لگی ہے روشن
سُنتے ہیں جب سے ہوگا وہ میہماں ہمارا

ہر شخص شاد ہوگا خوشیاں بھی ہوں گی رقصاں
جھومے گا اپنی قسمت پہ قادیاں ہمارا

مانگو یہ اب دعائیں آئیں خلیفہ ہم میں
ہر چیز مسکرائے دل ہو شادماں ہمارا

میں سوچتی ہوں اکثر وہ وقت کیسا ہوگا
آجائے گا سرزمیں پر جب سائباں ہمارا

مولیٰ میں تیری بندی یہ ناتواں ریحانہ
پوچھے ہے کب ملے گا آقائے جاں ہمارا

○

(نفیسہ ریحانہ سوز بنت مکرم منظور احمد صاحب
بی۔ اے۔ بانتیپنالی۔ تامل ناڈو)

روزنامہ "پاکستان" لاہور کی ایک جھوٹی خبر کی تردید!

پاکستانی اخبارات وقتاً فوقتاً جماعتِ احمدیہ کے خلاف اپنے بُغض وعناد کا اظہار کرتے ہوئے خوفِ خدا کو بالائے طاق رکھ کر بسا اوقات من گھڑت اور سراسر جھوٹی خبریں شائع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ روزنامہ "پاکستان" لاہور نے اپنے شمارہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں ایسی ہی ایک فرضی اور سراسر جھوٹی خبر شائع کرکے نہ صرف حق وصداقت کا دیدہ دلیری سے خون ہی کیا ہے بلکہ صحافت کے پیشہ کو بھی بدنام کیا ہے۔ چنانچہ مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب مشنری انچارج فرانکفرٹ (جرمنی) نے مورخہ ۹ نومبر کو مذکورہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب کے نام ایک تردیدی بیان برائے اشاعت ارسال کیا۔ ہمیں توقع نہیں کہ ایڈیٹر صاحب روزنامہ پاکستان "نے یہ سچی خبر شائع کرکے اپنے اخلاقی فرض اور جرأت کا ثبوت دیا ہو۔ تاہم قارئینِ بدر کی آگاہی کے لئے ہم یہ تردیدی مراسلہ ذیل میں شائع کر رہے ہیں ——— (قائمقام ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرانکفرٹ۔ جرمنی

9 - 11 - 1991 جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ "پاکستان" لاہور

آپ نے اپنے اخبار کے شمارہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء میں اپنے نامہ نگار جینیوٹ کے حوالہ سے جماعت احمدیہ کے خلاف سراسر بے بنیاد اور سرتاپا جھوٹی خبر اس جلی سرخی کے ساتھ شائع کی ہے ——— "قادیانی جماعت نے مرزا طاہر احمد کے خلاف بغاوت کر دی"

اس سراسر من گھڑت اور فرضی خبر کو قابلِ اعتماد ظاہر کرنے کی غرض سے اس میں جماعتِ احمدیہ کے کچھ افراد کے نام بھی درج کئے گئے ہیں جن میں خاکسار کے نام کا نمایاں ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے خاکسار سمیت بعض دیگر افراد کو جماعتِ احمدیہ کی بُنیادی رُکنیت سے خارج کر دیا ہے۔

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑتا ہے کہ آپ کی یہ خبر از اوّل تا آخر جھوٹ پر مبنی ہے۔ یہ خبر حق وصداقت کے اعلیٰ اسلامی معیار تو درکنار صحافت کے عام تقاضوں کو بھی پورا نہیں کرتی۔ اس خبر میں من گھڑت کو سچ کے طور پر پیش کرکے حق وصداقت کا بھی بڑی دیدہ دلیری سے خون کیا گیا ہے۔ آپ نے جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت پھیلانے کی غرض سے جھوٹ کی غلاظت کو خبر کا نام دے کر اسے بلاتحقیق شائع کر دیا ہے۔ اسی طرح آپ اس نام نہاد خبر میں مندرج افراد کے علاوہ دیگر لاکھوں احمدیوں کے دِل مجروح کرنے کا موجب ہوئے ہیں۔

جہاں آپ نے بلاتحقیق یہ جھوٹی خبر شائع کی ہے وہاں اب آپ پر یہ اخلاقی فرض عائد ہوتا ہے کہ سو فیصد سچ پر مبنی میری اس تحریر کو بھی شائع کریں۔

خاکسار کے بارہ میں آپ کے نامہ نگار نے جو کچھ لکھا ہے وہ سراسر جھوٹ اور ظلم پر مبنی ہے۔ اس مزعومہ خبر کا حقیقت سے دُور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ تو خاکسار کو جماعت کی بُنیادی رکنیت سے خارج کیا گیا ہے۔ اور نہ ہی خدمت سے سبکدوش کیا گیا ہے۔ خاکسار پر احکام ماننے سے انکار کا الزام نامہ نگار کا ایک بہتانِ عظیم ہے۔

خاکسار علیٰ وجہ البصیرت زمین و آسمان کے خالق و مالک خدا تعالیٰ کو گواہ رکھ کر یہ بیان کرتا ہے کہ خاکسار اپنے پیارے آقا و امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا صدقِ دِل سے مطیع اور فرمانبردار ہے۔ اور اُن کی نافرمانی کو اپنی رُوحانی موت متصوّر کرتا ہے۔ اور آپ کی بابرکت قیادت میں دین کی خدمت کے ہر موقع کو اپنے لئے سعادتِ دارین اور اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور انعام سمجھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دُعاگو ہے کہ ربِّ کریم اس عاجز کو دمِ آخریں تک اس نعمت سے بہرہ ور رکھے۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ ان سطور کو اپنے اخبار میں جگہ دے کر تہدیدِ خداوندی لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ سے اپنے آپ کو بچائیں گے۔

وَالسَّلَام

خاکسار، مسعود احمد جہلمی

تقریب شادی

مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۹۱ء کو مکرم دبیر الدین خان صاحب آف دھوان ساہی سونگھڑہ کے بیٹے عزیز حفیظ الدین خان صاحب کی تقریبِ شادی عزیزہ مذکرہ خاتون صاحبہ بنت مکرم مبارک احمد صاحب بھدرک کے ساتھ عمل میں آئی۔ موصوف نے پچاس روپے اعانتِ بدر دشکرانہ فنڈ ادا کرتے ہوئے شادی کے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمراتِ حسنہ ہونے کے لئے نیز عزیز سید نورالدین سلمہ کے امتحان میں نمایاں کامیابی کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ خاکسار: فیض احمد درویش قادیان۔

درخواستِ دُعا

محترمہ بی۔ ایم عائشہ صاحبہ آف مرکرہ چند دنوں سے بعارضہ قلب بیمار ہیں اور عرصہ دراز سے ہائی بلڈ پریشر کی مریضہ بھی ہیں اعانت بدر میں ۵۰/۴ روپے ادا کرتے ہوئے اپنی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے نیز اُن کے دو بیٹے کچھ عرصہ سے جماعت سے لاتعلق ہیں اُن کی ہدایت کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار رفیق احمد طارق مبلغ سلسلہ۔ مرکرہ)

ارشادِ نبوی ﷺ

لَاتَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ

(اپنا صدقہ واپس نہ لے)

——— (منجانب) ———

یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا :-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

۱۶۔ مینگو لین کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)

C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES

MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339.

(KERALA)

TIMBER LOGS SAWN SIZE

TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

قادیان میں مکان وپلاٹ وغیرہ کی خرید و فروخت کے لئے ملیں

نعیم احمد ڈار

احمدیہ پراپرٹی ڈیلر

احمدیہ چوک قادیان

SUPER INTERNATIONAL

PHONE NO.

OFF. 6378622

RESI. 6233389.

(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)

PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.

OLD CHAKALA, SAHAR ROAD.

ANDHERI EAST) BOMBAY - 800099

اَلَيْسَ اللّٰہُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

——— (پیشکش) ———

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

بائی پولیمرز کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶

ٹیلیفون نمبرز:-

43-4028-5137-5206

NIR

Starline

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.

CALCUTTA - 700015.

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"

——— (کشتی نوح) ———

پیش کرتے ہیں:-

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے ——— !!